REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

ہفت روزہ بدر ۱/ قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱

شمارہ ۳۷ - ۳۸

ایڈیٹر :- منیر احمد خادم

نائبین :- قریشی محمد فضل اللہ ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپیہ

بیرونی ممالک :-

بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ سیرۃ النبی نمبر

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۲/۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۳ ہجری ۔ ۱۰/۱۷ تبوک ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۰/۱۷ ستمبر ۱۹۹۲ء

اخبار احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔ احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے ۔ آمین ۔

بحر القرآن کے موتی

حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی نظر میں

(۱) ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کی اطاعت

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" (النساء : ۸۱)

(ترجمہ) : جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے تو سمجھو کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔

(۲) ۔ خدا کی خوشنودی رسولِ پاک کی اطاعت میں ہے

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○" (آل عمران : ۳۲)

(ترجمہ) : (اے رسولِ پاک !) تو کہہ کہ (اے لوگو !) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ۔

(۳) ۔ تمام دنیا کے لئے رحمت

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (انبیاء : ۱۰۸)

(ترجمہ) : اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

(۴) ۔ آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں

"وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" (قلم : ۵)

(ترجمہ) : اور یقیناً تو اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے ۔

(۵) ۔ رسولِ خدا تمام انسانوں کے لئے اعلیٰ نمونہ ہیں

"لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا" (احزاب : ۲۲)

(ترجمہ) : تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اللہ اور اُخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں ۔

(۶) ۔ آپ کی بعثت تمام دنیا کے لئے ہے

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا" (سبا : ۲۹)

(ترجمہ) : اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے) جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور (انکار کرنے والوں کو) ہوشیار کرتا ہے ۔

(۷) ۔ آپ کی بیعت درحقیقت خدا کی بیعت ہے

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" (الفتح : ۱۱)

(ترجمہ) : وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے ۔

(۸) ۔ آپ روحانی سورج ہیں

"یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○" (احزاب : ۴۶-۴۷)

(ترجمہ) : اے نبی ! ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (اپنے عملی نمونہ کے لحاظ سے دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (انکار کرنے والوں کو خدا کے عذاب سے) ڈرانے والا بھی ہے ۔ اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے ۔

(۹) ۔ خدا اور خدا کے فرشتے آپ پر رحمت بھیجتے ہیں

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" (احزاب : ۵۷)

(ترجمہ) : اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں ۔ پس اے مومنو ! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور اس کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو ۔ اور (خوب جوش و خروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو ۔

(۱۰) ۔ رسولِ خدا افضل الرسل ہیں

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○" (احزاب : ۴۱)

(ترجمہ) : محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر ہیں (یعنی تمام انبیاء سے افضل نبی ہیں) اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے ۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : نگران بورڈ بدر قادیان ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰/۱۷ تبوک ۱۳۷۱ ہش

۱۲ ربیع الاوّل کا مبارک دن اور ہماری ذمہ داریاں

عالمِ اسلام میں ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کو سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مبارک یومِ ولادت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس روز محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ نعت خوانی کی مجالس کو سجایا جاتا ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر تقاریر، لیکچرز اور سیمینارز کا اہتمام ہوتا ہے۔ گھروں میں عمدہ کھانے کھائے جاتے ہیں۔ دوستوں میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ لیکن کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک یومِ ولادت کو ظاہری خوشیوں سے معمور کر دینا اور صرف اس دن کو نہایت شان سے منا لینا ہی ہمارے لئے کافی ہے یا اس عظیم دن میں ہماری زندگی کے باقی تمام دنوں کے لئے کوئی حسین پیغام بھی ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اس دنیا کے لئے ایسا مژدۂ جانفزا ہے اور آپ کے وجودِ باجود سے ایسا عظیم الشان روحانی انقلاب رونما ہوا ہے کہ جس کی مثال پیش کرنا ناممکن و محال ہے۔ لیکن یہ بات بہت دکھ سے کہنی پڑتی ہے کہ جو حسین تصویر قرآنِ مجید نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کھینچی ہے اور جس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں احسن و اکمل طور پر عمل کر کے دکھایا ہے وہ نہ صرف آج مسلمانوں کی عملی زندگی سے کوسوں دور ہے بلکہ مفقود ہو چکی ہے۔ ستم پر ستم یہ ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور اسوۂ مبارکہ کے متعلق اپنی طرف سے من گھڑت باتیں بنا کر منسوب کی جاتی ہیں اور نہایت دیدہ دلیری سے انہیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تصویر کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ہم عوام مسلمان کی حد تک اسے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے دشمنی تو نہیں کہیں گے، لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ ایسے لوگ اپنی نادانی اور کم علمی سے رسولِ خدا کی لاثانی سیرت اور عدیم المثال حیاتِ مبارکہ پر متعصب غیر مسلموں کے لئے بے شمار اعتراضات بلکہ گھناؤنے الزامات کے دروازوں کو کھول لیتے ہیں۔ اس تمام تر قصور کے ذمہ دار سادہ لوح مسلم عوام نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے راہنما اور علماء اسلام کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے کہ آپ کی بعثتِ مبارکہ کا حقیقی مشن دنیا سے شرک کا خاتمہ کرنا ہے۔ اور آئندہ کے لئے دنیا سے مشرکانہ عقائد کا قلع قمع کر کے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام کرنا ہے۔ فرمایا: وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (النساء: ۳۷) اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ پھر فرمایا: اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان: ۱۴) شرک عظیم ظلم ہے۔ وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا (کہف: ۱۱۱) اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ چنانچہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی اس ارشادِ باری تعالیٰ کا مکمل عملی نمونہ تھی۔ آپؐ نے اپنی زندگی میں کسی وجود کو بھی نہ تو خدا کی ذات میں شریک کیا اور نہ ہی صفات میں حقیقی شرکت بخشی۔ بلکہ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سنو! کبیرہ گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی مسلمان خدا کی ذات بابرکات میں کسی کو شریک ٹھہرائے۔

اب ذرا انصاف سے سوچئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ جسمانی مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے اور غیب کا علم رکھتے تھے — یہ عقائد کہاں تک خدا کی وحدانیت کے مطابق ہیں!؟ پھر دیکھئے! کہ آج ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور بعض دیگر اسلامی ممالک میں کتنے ہی ایسے مزار ہیں جن میں سے بعض تو واقعی بزرگانِ دین کے ہیں اور بعض ایسے نامعلوم افراد کے ہیں جو بعد میں جھوٹ اور فریب سے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے گئے ہیں۔ اس قسم کے مزار ہر شہر، ہر گلی اور محلے میں آپ کو نظر آئیں گے۔ جہاں دیگر مشرکانہ حرکات کے علاوہ صاحبِ قبر کو سجدات تک کئے جاتے ہیں۔ ایسی مزاروں پر جا کر اور ان پر مختلف قسم کی مشرکانہ حرکات کرنے والے لوگوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ان مسلمانوں نے اپنی تمام تر ترقی اور بقاء کا ذریعہ صرف اور صرف اسی صاحبِ قبر کو بنا لیا ہے۔ ان مزاروں پر کیا کیا ہوتا ہے سب دنیا جانتی ہے۔ اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ان پر کی جانی والی حرکات میں سے کوئی ایک بھی حرکت اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہیں۔ افسوس! صد افسوس!! کہ وحدانیت کے جس عظیم اور بنیادی مشن کو لے کر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور جس کی خاطر تمام عمر آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتے رہے، وحدانیت کے اس ثمر آور درخت کی بیخ کنی کو ہی آج کے مسلمانوں نے اپنے لئے باعثِ فخر سمجھ لیا ہے — !!

اعلیٰ درجہ کا نور

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں، آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

وحدانیت کے قیام کے ساتھ ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا بنیادی مشن تمام دنیا کے لئے رحمت و محبت کا پیغام تھا۔ اور آپؐ کی ذمہ داری تھی کہ آپؐ اپنے اعلیٰ اخلاق سے اہلِ دنیا کے قلوب کو جیتیں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی تمام مبارک زندگی میں اس عظیم فریضہ کو سرانجام دیا۔ اسلام کی محبت بھری حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ ضمیر کی آزادی اور مذہب کی آزادی کو قائم کیا۔ لیکن بدقسمتی سے آج متعصب غیر مسلموں کے ساتھ مل کر مسلم راہنما بھی یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام اپنے دلائل و براہین کی چمک سے کم بلکہ تلوار کی چمک سے زیادہ پھیلا ہے۔ حالانکہ قرآنِ مجید میں صاف طور پر بیان ہے کہ:-

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرۃ: ۲۵۷)

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ اسی طرح فرمایا:-

فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف: ۳۰)

جو چاہے (دینِ اسلام پر) ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے۔

پس آج کے دور میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و شفاف چہرہ پر الزامات و اعتراضات کا سیاہ دھواں نہ صرف غیروں کی طرف سے پھینکا گیا ہے بلکہ اپنوں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نہ تو رسولِ خدا کی سیرت کے اس مبارک پہلو کو چھوڑا ہے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور نہ ہی اس ذی شان پہلو کو چھوڑا ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ ہر دو پر کاری ضرب لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب انصاف سے سوچئے کہ ایسے عقائد و خیالات کی موجودگی میں عید میلاد النبیؐ منانے کا کیا مقصد رہ جاتا ہے — !!

آج صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قبول کر لینے اور آپ کی بیعت کر لینے کے باعث بفضلہ تعالیٰ نہ صرف تمام مشرکانہ عقائد سے کوسوں دور ہے بلکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھری تعلیم کو دنیا کے ۱۳۰ ممالک میں پھیلا چکی ہے۔ پس کھری اور سچی بات یہی ہے کہ اگر آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اور پاکیزہ سیرت کو دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہیں تو مامورِ زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی روحانی نظر سے دیکھئے۔ اسی میں برکت ہے۔ اور اسی کے ذریعہ آپ گمراہی کے گڑھوں سے نکل کر اسلام کی سچی اور بے لوث خدمت کر سکتے ہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو گے تو سمجھائے گا خدا (دُرِّثمین)

(منیر احمد خادم)

جوامع الکلم

مَیں اولادِ آدم کا سردار ہوں!

● عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (رواہُ مُسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مَیں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں۔ مَیں پہلا شخص ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور مَیں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

● عن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ (مُسلم)

ترجمہ:- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دِن سب نبیوں سے بڑھ کر میرے تابعدار ہوں گے اور مَیں سب سے پہلے جنّت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

● عن جابر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا۔ فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ۔ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ مِّنْ قَبْلِیْ وَ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ۔ وَ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رُعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے، میری اُمّت میں سے جس پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں۔ مجھے شفاعت کا حق ملا ہے اور پہلے نبی کسی خاص ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مَیں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہُوا ہوں۔

● عن ابی ھریرۃ قال: قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ (ترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! نبوت آپؐ کے لئے کس وقت ثابت ہوئی؟ آپؐ نے فرمایا آدمؑ اُس وقت رُوح اور بدن کے درمیان تھے۔

● عن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ۔ (مُسلم)

ترجمہ:- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مَیں جنّت کے دروازہ کے پاس آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا۔ خازن کہے گا تُو کون ہے؟ مَیں کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ وہ کہے گا مجھے اِس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے سوا کسی کے لئے آپ سے پہلے نہ کھولوں۔

● عن جابرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ لَا فَخْرَ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ (دارمی)

ترجمہ:- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مَیں انبیاء و مرسلین کا قائد ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا۔ مَیں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا سفارش کرنے والا ہوں اور پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی گئی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ و ارفع شان کا

ایمان افروز تذکرہ

آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے مبارک الفاظ میں!

● — "ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہُوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پاسکتے ہیں۔ آجکل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدّی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دُعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مُہر کو توڑنا چاہا۔ گویا اپنی الگ شریعت بنالی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہؐ کے فرمان کی پیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں اُن کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازہ کو کھولنے کی کوئی اور کُنجی ہے ہی نہیں۔ بھُولا ہُوا ہے وہ جو اِن راہوں کو چھوڑ کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسُول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں۔ اور اَور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷۹)

● — "مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علومِ غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مَیں اِس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔"

"دیکھو! مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خُدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں۔ کیا ہی بزرگ قدر وہ رسُول ہے جس سے ہم ہمیشہ تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں۔ اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے۔ تب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خُدا کا مزا ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں، باقی سب مُردہ پرستیاں ہیں۔

کہاں ہیں مُردہ پرست؟ کیا وہ بول سکتے ہیں؟

کہاں ہیں مخلوق پرست؟ کیا وہ ہمارے سامنے ٹھہر سکتے ہیں؟

کہاں ہیں وہ لوگ؟ جو شرارت سے کہتے تھے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہُوا۔

دیکھو! مَیں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آگیا ہے کہ اِسلام کی سچائی کا نور منکروں کے مُنہ پر طمانچے مارے گا اور اُنہیں نہیں دکھائی دے گا کہ کہاں چھپیں؟" (مجموعہ اشتہارات جلد ۲)

● — "ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں اس درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔" (سراجِ مُنیر صفحہ ۸۲)

● — "خداوندِ کریم نے اِس رسُولِ مقبولؐ کی متابعت اور محبّت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے۔ اور علومِ لدنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرارِ مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے۔ اور بہت سے حقائق و معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے۔ اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بہ یُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

جمالِ ہمنشیں در مَن اثر کرد
وگرنہ مَن ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۴۲ حاشیہ)

● — "ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔" (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۸)

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم

(میں خدا تعالیٰ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں)

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(اگر اس بات کا نام کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں)

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

○

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت — اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

○

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبرؑ اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدّجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے — میں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی ! — دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہ نما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

○

خدائیکہ جاں بر رہِ او فدا — نیابی رہش جز پئے مصطفیٰؐ
(وہ خدا جس کی راہ میں ہماری جان قربان ہے — اس کا راستہ تجھے مصطفیٰؐ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتا)
ابوالقاسمؐ آں آفتابِ جہاں — کہ روشن شُد از وے زمین و زماں
(ابو القاسمؐ وہ آفتابِ عالمتاب ہے — جس کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے)

نیاید ترا شرم از کردگار — کہ اہلِ خرد باشی و باوقار
(کیا تجھے خدا تعالیٰ سے شرم نہیں آتی ! — کہ عقلمند اور معزز ہونے کے باوجود)
پس آنکہ شوی منکرِ آں رسولؐ — کہ یابد ازو نورِ چشمِ عقول !
(پھر بھی تو اس رسولؐ کا منکر ہے — جس سے خود عقل کی آنکھیں نور حاصل کرتی ہیں)
آں شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰؐ — سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ
(وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰؐ ہے — جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے)

آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست
(وہ وہ ہے کہ ہر نور اُسی کے طفیل سے ہے)
آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
(وہ وہ ہے کہ جس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے)

○

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ
(اے اللہ تعالیٰ کے فیض اور عرفان کے چشمے !)
یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ
(لوگ سخت پیاسوں کی طرح تیری طرف دوڑتے ہیں۔)

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ — تَهْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ
(اے انعام دینے اور احسان فرمانے والے خدا کے فضل کے سمندر — لوگ فوج در فوج کوزے لئے تیری طرف تیزی سے آرہے ہیں۔)
یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ — نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ
(اے ملکِ حسن و احسان کے آفتاب — تو نے بیابانوں، صحراؤں اور آبادیوں کو منور کر دیا ہے)

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا کَرَوْثٍ ذِلَّةً
(تو نے اُن کو گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا !)
فَجَعَلْتَهُمْ کَسَبِیْکَةِ الْعِقْیَانِ
(پھر تو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا !)

اَحْیَیْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ — مَاذَا یُمَاثِلُکَ بِهٰذَا الشَّانِ
(تو نے صدیوں کے مُردے ایک جلوہ سے زندہ کر دیئے — کون ہے جو اس شان میں تیرا نظیر ہو سکے)
لَاشَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْوَرٰی — رِیْقُ الْکِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْیَانِ
(بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہتر مخلوقات — اور صاحب کرم و عطا اور شرفاء لوگوں کا روح اور انکی قوت اور برگزیدہ اعیان ہیں)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
(اے میرے ربّ ! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج)
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانِیْ
(اِس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی)

○

خطبۂ جمعہ

مخلوق اور خالق کے درمیان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تا ابد قربتِ الٰہی کا وہ مقام حاصل فرمایا کہ آپ شفیع الوریٰ بن گئے

اپنے اندر وہ آسمانی صفات پیدا کریں جو مقناطیس سے بڑھ کر آپ کو مقناطیس بنا دیں

اگر دعوت الی اللہ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں تو پھر ... کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قربت کے کچھ آثار اپنے اندر پیدا کریں اگر یہ آثار پیدا ہوگئے تو آپ کے اندر غیر معمولی طاقتیں پیدا ہوتی چلی جائیں گی

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹؍احسان (جون) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم کی درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝

(سورۃ النجم: آیات ۲ تا ۱۰)

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دنیا میں بلند مراتب کی طرف یا اعلیٰ مقامات کی طرف یا

اونچے مقاصد کی طرف راہنمائی

کرنے والے تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو آثار سے یہ اندازہ لگائیں کہ کوئی اعلیٰ چیز جو مقصود اور مطلوب ہے کس طرف ہوگی اور پھر ان کو جو آثار کا مطالعہ کر کے براہ راست نتائج اخذ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے اپنے پیچھے آنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس طرح ان کو اعلیٰ اور بلند مقاصد کی طرف ہدایت کرتے ہوئے راہنمائی کرتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو بلند مراتب یا اعلیٰ مقاصد کو پا چکے ہیں ان کو حاصل کر لیتے ہیں اور حاصل کرنے کے بعد ان سب راہوں سے پوری طرح واقف ہونے کے بعد جن راہوں کو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کرنا پڑتا ہے پھر دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور دنیا کو یا اپنے دوسرے ساتھیوں کو ان مقاصد کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے بالآخر وہاں پہنچا دیتے ہیں اور ایک تیسری قسم یہ ہے کہ نہ وہ آثار پڑھ سکتے ہیں نہ وہ مقصد کو پانے والے ہوتے ہیں بلکہ محض سرداری کے شوق میں دنیا کو دھوکہ دیتے ہوئے دنیا کو ایسی چیزوں کی طرف بلاتے ہیں جن کی ان کو کچھ بھی خبر نہیں ہوتی اور یہ بھی دو قسم کے ہیں۔

ایک وہ جو بالارادہ دھوکہ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جس کی طرف بلا رہے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہے اور ایک وہ جو غفلت کی حالت میں بعض عقائد یا بعض جاہلانہ خیالات کو ورثہ میں پا لیتے ہیں۔ اور کبھی ہوش کی آنکھ سے یہ نہیں دیکھتے کہ ان باتوں میں کوئی حقیقت بھی ہے کہ نہیں۔ چنانچہ اس طرح خود بھی اندھے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اندھوں کی طرح ایک ایسی چیز کی ہدایت دیتے ہیں جس طرف جانے کی ان میں صلاحیت ہی کوئی نہیں اور جس کی حقیقت کا ان کو علم نہیں ہے۔

قرآن کریم نے ان سب مثالوں کو خوب کھول کر واضح فرمایا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پہلی دو قسم کی مثالیں جانوروں میں ملتی ہیں لیکن آخری قسم کی مثال جانوروں میں دکھائی نہیں دیتی۔ آپ کو جانور کہیں بھی دوسرے جانوروں کو دھوکہ دیتے ہوئے دکھائی نہیں دیں گے۔ کہیں جانور ایک ایسے بلند مقصد کی طرف بلاتے ہوئے دکھائی نہیں دیں گے جن کے متعلق ان کو کچھ بھی علم نہ ہو لیکن اشرف المخلوقات میں یہ تینوں قسمیں ملتی ہیں اور سب سے زیادہ قسم آخری قسم ہے یعنی دھوکہ دینے کی حالت میں لوگوں کو ایک بلند مقصد کی طرف بلانا یا غفلت کی اور جہالت کی حالت میں اس کو سچے یکسر بے خبر ہونے کے باوجود لوگوں کو ایسے مقصد کی طرف بلانا جس سے ان کو کوئی آگاہی نہیں۔ قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ان لوگوں کے سرفہرست رکھا ہے جو مقصد کو پا لینے کے بعد اس کے کونوں کے آداب سے خوب آشنا ہونے کے بعد اُن کی کنہ کو سمجھنے کے بعد اور ہر پہلو سے ان کی خوبیوں اور ان کے خطرات سے واقف ہونے کے بعد پھر دنیا کو یا دوسروں کو اُس بلند مقصد کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ کیسے ہوا؟ کس طرح حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کے اہل بنائے گئے؟ کس طرح آپ کو تیار فرمایا گیا؟ یہ وہ مضمون ہے جو اُن آیات میں ملتا ہے جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ میں ثریا ستارے کو گواہ بناتا ہوں۔ کس وقت وہ گواہ بنے گا؟ جب وہ نیچے جھک جائے گا اور دنیا کے قریب آ جائے گا۔ یعنی مستقبل کا کوئی گواہ ہے جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جب بھی وہ جھکتا ہے اور قریب آتا ہے۔ جہاں تک اس معنی کا تعلق ہے بالعموم ترجمہ کرنے والوں کا رجحان اس دوسرے معنی کی طرف جاتا ہے حالانکہ ثریا ستارہ تو ویسے کبھی بھی زمین کی طرف نہیں جھکتا۔ معنوی لحاظ سے مستقبل میں اس نے ضرور جھکنا تھا اور انہی معنوں میں قرآن کریم نے ایک پیشگوئی کے رنگ میں اس گواہ کو پیش فرمایا ہے۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ یہ جو تمہارا ساتھی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس نے ہرگز اپنی راہ کو کھویا نہیں۔ یعنی جس راہ پر وہ چلا ہے اس راہ کو آخر تک ہمیشہ مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ وہ سیدھی راہ تھی۔ مقصد تک پہنچانے والی راہ تھی اور اس راہ کو اس نے گم نہیں کیا۔ اُس سے بھٹکا نہیں۔ وَمَا غَوَىٰ۔ اور غویٰ کا مطلب ہے گمراہ نہیں ہوا یعنی راہ چھوڑ کر بھول کر کسی پہلو سے

بھی وہ اُس راہ سے الگ نہیں ہوا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ یہ وہ شخص ہے جو تمنا کے مطابق کلام نہیں کرتا بلکہ حقیقت پر مبنی کلام کرتا ہے خواہشوں پر مبنی کلام نہیں کرتا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ وہی کہتا ہے جو اس پر الہام کیا گیا ہے۔ جس کی اس پر وحی فرمائی گئی ہے۔ پھر فرمایا: عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۔ اس مضمون کو جو یہ تمہارے سامنے بیان فرماتا ہے بہت ہی طاقتور صلاحیتوں والے نے اس سے بیان فرمایا ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ذُوْ مِرَّةٍ ۔ وہ بار بار اپنے جلووں کو دہراتا ہے۔ بار بار اُن صفات کی جلوہ گری فرماتا ہے جن صفات کا اس مضمون سے تعلق ہے یعنی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت اور بعد میں ہونے والے واقعات وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۔ وہ خدا جس نے اس بندے یعنی محمدؐ سے کلام کیا ہے اُس نے اس وقت کلام کیا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا

اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ

ہر نبی کا ایک افق ہے

وہ نبی اُس افق سے بلند حرکت خدا کی طرف نہیں کرسکتا۔ اس کی ایک استعداد ہے اس استعداد سے بڑھ کر آگے قدم نہیں رکھ سکتا اور ہر ۔ دوسرے نبی کا افق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے افق سے نیچے تھا تو فرمایا: اُس خدا نے اس سے کلام کیا ہے جو بلند ترین افق پر تھا اور اس سے ملنے کے لئے اسے اس بلندی تک اٹھنا لازم تھا۔ جب تک یہ اُس بلندی تک رفعت نہ پاتا اس خدا کو پا نہیں سکتا تھا جو خدا افقِ اعلیٰ پر جلوہ گر تھا۔ پھر فرمایا: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ پھر یہ قریب ہوا اور پھر نیچے جھکا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ اس طرح وہ دو کمانوں کا درمیانی وتر بن گیا۔

اس مضمون سے متعلق مزید کچھ بیان کرنے سے پہلے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے کہا جانوروں میں بھی خدا تعالےٰ نے انسانوں کے لئے بہت سی اچھی مثالیں رکھی ہیں اور جانوروں میں بھی بیان کردہ پہلی دو صلاحیتیں موجود ہیں۔ چنانچہ آپ میں سے جن لوگوں نے زندگی کے متعلق فلمیں دیکھی ہوں یعنی محققین نے زندگی کی بقا سے متعلق بہت محنت کر کے جو فلمیں تیار کی ہیں ان میں وہ بعض دفعہ ایسے مناظر دکھاتے ہیں کہ لاکھوں پر مبنی بڑے بڑے ریوڑ بن گئے ہیں جن میں ہر قسم کے مویشی اور حیوانات وغیرہ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور پانی کی کمی کی وجہ سے سخت بے چین ہوتے ہیں ان کو اپنے میں سے ہی بعض ایسے صاحب صلاحیت جانور راہنمائی کرتے ہوئے ایک سمت میں لے جاتے ہیں۔ جس سمت میں ان کو پانی کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور باقی سب اندھا دھند ان کی پیروی کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ایک اتنا لمبا جلوس بن جاتا ہے کہ تیز رفتار سے دوڑتے ہوئے بھی گھنٹوں میں اس کا آخری کنارا پہنچتا ہے اور آگے لگے ہوئے کچھ جانور ہیں جن کے اوپر ان کو پورا اعتماد ہوتا ہے اور یہ اعتماد کبھی جھوٹا نہیں نکلا یہ الگ بات ہے کہ پانی تک پہنچنے سے پہلے یہ سارے جانور پیاس اور بھوک سے مر جائیں لیکن وہ سمت کبھی غلط نہیں ہوتی جس سمت کی طرف وہ حرکت کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کہیں پانی میسر آسکتا ہے تو وہاں آسکتا ہے اس کے سوا اور کسی سمت میں اس سے قریب تر پانی میسر نہیں آسکتا تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بھی ہمارے سامنے کیسی اعلیٰ اور پاکیزہ مثال رکھی ہے کہ یہ وہ بظاہر بیوقوف اور بے سمجھ حیوانات ہیں لیکن خدا تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں جو بعض خوبیاں ودیعت فرمادی ہیں ان میں وہ بنی نوع انسان کے لئے مثال بن جاتے ہیں۔

پھر خدا تعالےٰ نے شہد کی مکھی کی مثال دی ہے اور شہد کی مکھی کو خاص طور پر اس رنگ میں پیش فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی فرمائی جس کا مطلب ہے کہ جانوروں میں سے یہ سب سے زیادہ غیر معمولی روحانی صلاحیتیں رکھنے والی چیز ہے جس کے متعلق اگر تحقیق کی جائے تو دن بدن اعلیٰ سے اعلیٰ نئے مضامین روشن ہوتے چلے جائیں گے اور عقل دنگ ہوتی چلی جائیگی کہ کس طرح اس چھوٹی سی مکھی کے اندر جو چھوٹا سا دماغ ہے وہ کیسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیتا ہے الٰہی کارناموں سے۔ ایسا وہ ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ بعض لوگ یا بعض مخلوقات یہ صلاحیت رکھتی ہیں کہ پہلے جگہ کو دریافت کرتی ہیں۔ اعلیٰ مقصد کو خود حاصل کرتی ہیں پھر دعوت دیتی ہیں اس کے بغیر نہیں۔ چنانچہ شہد کی مکھی میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ شہد کی مکھیوں میں سے بعض اس مقصد کے لیے خصوصی طور پر فطرتاً تیار فرمائی گئی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وحی فرمائی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر بعض غیر معمولی صلاحیتیں ودیعت فرمادی ہیں اور اسی کا نام وحی ہے یعنی شہد کی مکھی کے تعلق میں اس کو وحی کہا جائے گا۔

شہد کی مکھیوں کا ایک حصہ ایسا ہے کہ جب مکھیوں نے اڑ کر کہیں جانا ہو، جب ایک چھتہ بیکار ہو چکا ہو اور نئے چھتے کی تلاش ہو تو یہ مکھیاں اڑ کر چاروں سمت میں پہلے راکھی کرتی ہیں یعنی جائزہ لیتی ہیں کہ ہر پہلو سے سب سے اچھا چھتہ کون سا ہو سکتا ہے اور ہر ایک مکھی ہر سمت میں اڑ کر اپنے اپنے جائزے کی رپورٹ لے کر واپس اپنے چھتے تک پہنچتی ہے اور پھر یہ بھی معلوم کرتی ہے کہ اس واسطے پھول قریب ترین کہاں اور کتنے پائے جاتے ہیں۔ ان تمام معلومات سے پوری طرح مرصع ہو کر وہ جب واپس پہنچتی ہے تو ایک قسم کا ناچ ناچتی ہے۔ وہ ایک ایسا ناچ ہے جس پر سائنس دان ابھی تک تحقیق کر رہے ہیں اور ابھی تک مکمل طور پر اس کی زبان کو سمجھ نہیں سکے کہ وہ کیسے یہ ناچ ناچتی ہے کیسے اس زبان کو دوسری مکھیاں سمجھتی ہیں لیکن اس حد تک اس مضمون پر ان کی رسائی ہو چکی ہے کہ قطعی شواہد کے طور پر اس بات کو پیش کر سکتے ہیں کہ اس ناچ میں اشاروں کی ایک زبان ہے جو معین طور پر شہد کی مکھیوں کی ملکہ کو اور اس کی ساتھیوں کو یہ اطلاع دیتی ہے کہ ہم نے ایک جگہ دریافت کی ہے وہ جگہ یہاں سے اتنے فاصلے پر ہے۔ اس کا زاویہ یہ ہے اور اس جگہ کی نوعیت یہ ہے اور دوسری مکھی دوسری طرف سے اڑ کر آئیگی اور وہ یہ رپورٹ پیش کرے گی کہ ہم نے بھی ایک جگہ دیکھی ہے اور وہ اتنے فاصلے پر ہے اور اس میں یہ یہ خوبیاں ہیں اور یہ یہ سہولتیں مہیا ہیں پھر بھی ابھی فیصلہ نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اور مکھیاں آئیں گی۔ ہر مکھی اپنی اپنی رپورٹ ناچ کی شکل میں پیش کرتی ہے۔ اس ناچ کی تصویریں، اس کے زاویے مختلف شکلوں میں محفوظ کئے گئے ہیں اور وہ مضامین جن میں اس ناچ کی تصویریں ملتی ہیں ان کو پڑھتے ہوئے انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے اور کلام الٰہی کی تائید میں اس کی صداقت پر دل بے اختیار اچھل اچھل کر گواہی دیتا ہے کسی جانور کے متعلق قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس پر وحی فرمائی سوائے شہد کی مکھی کے اور

شہد کی مکھی کی صلاحیتیں

واقعۃً وحی سے سجائی گئی ہیں اور وحی سے مزین ہوئی ہیں اور وحی سے ترتیب پاگئی ہیں ورنہ ایک مکھی ویسی ہی مکھی تو ہے جیسی گندگی پر گرنے والی مکھی ہے۔ کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ ایک ہے جو بیماریاں پھیلاتی اور گندگی پر منہ مارتی ہے اور ایک ہے جو دنیا میں شفاء پھیلاتی اور نہایت پاکیزہ خوراک کے سوا کسی اور خوراک کو پسند نہیں کرتی اور اس کے اندر جو صلاحیتیں ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا وہ ایسی عظیم الشان ہیں کہ انسانوں میں سے بھی بلند پایہ علمی اور ذہنی صلاحیتوں کے مالک اس ناچ کی زبان کو نہ پوری طرح سمجھ سکتے ہیں نہ اس زبان کو پوری طرح دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔ آج اگر انسان کو کہا جائے کہ باہر سے جائزہ لے کر واپس آؤ اور ایک یہ رپورٹ پیش کرے کہ کون سی چیز کتنے فاصلے پر ہے اور اس کو ایک ناچ کے ذریعہ تفصیل کے ساتھ بیان کرو تو بہت مشکل مضمون ہے۔ انسان حیوانِ ناطق ہے اور اپنی نطق کو استعمال کر کے بعض اشاروں کی زبانیں بنا سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اگر ایسی زبان نہ بنائی گئی ہو اور انسان کو اس پر چھوڑ دیا

جائے کہ وہ ازخود ایک ناچ ایجاد کریں، ازخود وہ اُس کی زبان بنائیں اور پھر بغیر دوسرے کو بتائے اُن سے یہ توقع رکھیں کہ وہ اُنکی ہر بات کو صحیح سمجھے گا۔ یہ بات ناممکن ہے لیکن شہد کی مکھی میں یہ بات پوری ہے۔ چنانچہ وہ پہلے مقصد کو پاتی ہے۔ اس کو حاصل کرتی ہے۔ اس کے تمام مثبت اور منفی پہلوؤں سے واقف ہوتی ہے اور اس راہ کے خطرات سے آگاہ ہوتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی طرف لوٹتی ہے اور پھر ان اطلاعات کو بتا کر کہتی ہے کہ آؤ میرے پیچھے آؤ۔ شہد کی مکھیاں ان ساری اطلاع دینے والوں کی اطلاع کا موازنہ کرتی ہیں۔ ملکہ ہر چیز کو ذہن میں محفوظ رکھتی ہے اور بالآخر اس ایک سمت میں روانہ ہو جاتی ہے جو اس کے نزدیک سب سمتوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن انبیاء کے سرِ فہرست ہیں، آپ انبیاء کے سردار ہیں جن سب انبیاء کو خدا تعالیٰ نے ایسی ہی صفات سے مرصّع فرمایا اور وحی کی طاقت سے ایسا ہوا۔ اُن کے سوا انسانوں میں اور کوئی نہیں ہے جو ان خوبیوں سے اس پوری طرح آراستہ اور مزین ہو جن کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ پورے یقین اور سچائی کے ساتھ ایک اعلیٰ مقصد کو حاصل کرتے ہیں۔ پوری تحقیق کرتے ہیں۔ اس کے مالۂ و ماعلیہ سے واقف ہوتے ہیں۔ مثبت اور منفی پہلوؤں سے پوری طرح باخبر ہو جاتے ہیں۔ نقصانات سے باخبر ہوتے ہیں۔ فوائد سے باخبر ہوتے ہیں۔ اور جب بلاتے ہیں تو کامل یقین کے ساتھ بلاتے ہیں۔ ایک ذرہ بھی شک نہیں ہوتا کہ جس سمت میں ہم بلا رہے ہیں ہم ہو کر آئے ہیں۔ ہم نے دیکھ لیا ہے۔ وہ چیز جو ہمیں بتا رہے ہیں کہ وہاں ہے، وہاں ہے اور لینے کے لائق ہے۔

اس مضمون کو سب سے زیادہ شان کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب سے سیکھا اور سب سے زیادہ صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ اسے دوسروں کے سامنے پیش فرمایا۔ یہ وہ مضمون ہے جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے جن کا ترجمہ ابھی میں نے آپ کے سامنے رکھا۔ فرمایا: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔ بلند مرتبہ ستارہ ثریا ایک وقت زمین کی طرف جھکے گا اور ایک بات کی گواہی دے گا اور وہ یہ ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ایسا نہیں جو کبھی بھی رستہ کھو دے۔ اگر اس کے جانے کے ۱۴۰۰ سال بعد بھی یہ واقعہ رونما ہوا تو ۱۴۰۰ سالہ تاریخ پہ وہ ثریا گواہ بن کر اُترے گا اور آئندہ کے زمانہ پر بھی یہ گواہی دے گا کہ جس پاک رسول نے آج تک رستہ نہیں کھویا۔ جس کی تعلیم آج بھی مستقیم ہے وہ کل بھی اسی سمت میں ہمیشہ رواں رہے گا اور جس طرح پہلوں کے لئے وہ ایک سچا اور قابل اعتماد رہنما تھا کہ جس کی باتوں میں کوئی لغزش، کوئی غلطی نہیں اسی طرح آئندہ زمانوں میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اس پیشگوئی کو جو قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ایک حدیث کی روشنی میں جب ہم پڑھتے ہیں تو ایک بہت ہی لطیف مضمون آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَآءِ۔

یہ مضمون اس وقت بیان فرمایا جب یہ گفتگو تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اگر دوبارہ آئیں گے جیسا کہ سورۂ جمعہ میں بیان فرمایا گیا ہے تو کیسے آئیں گے؟ کیوں آئیں گے؟ کیا مقاصد ہوں گے؟ تو فرمایا کہ اس واپسی کے مضمون کو نہایت ہی لطیف رنگ میں ثریا کے ساتھ باندھ دیا۔ فرمایا

ثریا سے تعلیم دوبارہ نیچے اُترے گی۔

ثریا تک چلی جائے گی اور پھر دوبارہ نیچے اُترے گی اور ایک شخص ثریا تک بلند ہوگا اور اس تعلیم کو واپس لے کر آئے گا۔ ثریا سے نیچے اُترنے کے یہ معنی ہیں۔ اگر یہ معنی نہیں ہیں تو ثریا ستارہ تو نیچے اُتر نہیں سکتا۔ اگر وہ اپنا محور چھوڑ کر زمین کی طرف جھکے تو فائدے کی بجائے ایسا نقصان پہنچا دے کہ اس کا پھر کوئی ازالہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ثریا کا اپنے محور کو چھوڑ کر زمین کی طرف جھک جانا لازماً قیامت کی بربادی پیدا کر دے گا۔ اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ ساری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے لازماً اس کو معنوی طور پر سمجھنا ہوگا اور اس زبان کو مذہب کی زبان کے ساتھ ملا کر پڑھنا ہوگا۔ فرمایا: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ایک ایسا وقت آئے گا کہ ثریا سے گواہی اُترے گی۔ ثریا کے اُترنے سے مراد یہ ہے کہ ثریا سے گواہی زمین پر اُترے گی اور وہ یہ اعلان کرے گی کہ میرے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ایک لغزش نہ کرنے والے پاک رسول ہیں جن کی تعلیم کو زمانہ بدل نہیں سکتا۔ جن کی تعلیم کو زمانہ ہمیشہ کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس تعلیم کی حفاظت آسمان سے کی جائے گی۔ اور آسمان سے کی جا رہی ہے۔ اسی مقصد کے لئے خدا تعالیٰ نے اس گواہ کو ثریا تک بلند فرمایا اور پھر ثریا سے نیچے اُتارا۔ اسی مضمون کو آگے جا کر قرآن کریم اس سے بہت بڑھ کر شان کے ساتھ دہرانے والا ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایک غلام کی خبر ہے کہ وہ ثریا تک بلند ہوگا اور ثریا سے ایمان کو واپس لا کر زمین پر یہ گواہی دے گا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سچے ہیں اور آپ ہی کا دین ہے جو سب دنیا کی نجات کا موجب بن سکتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نجات کی راہ نہیں لیکن وہ آقا جس سے یہ فیض پائے گا اس کا مرتبہ کیا ہے۔ اُس نے کیا سیکھا اور کس سے سیکھا تھا۔ یہ مضمون ہے جو اس کے بعد بیان ہوا ہے۔ فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اس گواہی میں یہ بات بھی شامل ہوگی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو کچھ بیان فرماتے ہیں اپنی ذات سے اپنی خواہشات کے مطابق بیان نہیں فرماتے۔ آپ کی تمناؤں کا اس میں کوئی بھی دخل نہیں۔

پس وہ جھوٹے دعویدار جو کہتے ہیں کہ آؤ! ہم تمہیں بھلائی کی راہ دکھاتے ہیں، اعلیٰ مقاصد کی طرف لے کر جاتے ہیں ان کی طرف نظر ڈالیں تو اُن میں سوائے انبیاء کے باقی ضرور کسی نہ کسی شک میں مبتلا ہوتے ہیں اور جب بلاتے ہیں تو دل کی کوئی تمنائیں ان کے بلانے کے اخلاص کو گندا کر چکی ہوتی ہیں۔ بہت سی خواہشات ہیں۔ لیڈر بننے کی خواہشات، رہنما بننے کی تمنا اور دیگر فوائد حاصل کرنے کی تمنائیں اُن کے اس دعوے کو گدلا کر دیتی ہیں اور میلا کر دیتی ہیں۔ لیکن ایک وہ وجود ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جس کی دعوت میں نفس کی کوئی بھی میل نہیں۔ ایک ذرہ ایک ادنیٰ سی میل بھی نہیں ہے۔ اپنی طرف سے کہتا ہی کچھ نہیں۔ وہی کچھ کہتا ہے جس کی اس پہ وحی فرمائی جاتی ہے اور وحی فرمانے والے میں کوئی کمزوری نہیں۔ دیکھیں اس مضمون کو کتنا طاقتور بنا دیا گیا ہے۔ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ سکھانے والا بھی ایسا ہے کہ اس سے بڑھ کر مضبوط قُویٰ کی کوئی چیز ممکن نہیں ہے یعنی خالق و مالک اللہ تعالیٰ خود اس کا استاد ہے اور وہ شَدِيْدُ الْقُوٰى جس کی صفات بہت ہی عظیم اور غیر معمولی طاقتیں رکھتی ہیں۔ ایسی طاقتیں جن کی کوئی اور مثال تمہیں کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ وہ استاد ہے جس نے اس شاگرد یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر وحی فرمائی اور خود اس کو سکھایا یعنی وحی فرمانے کے بعد علم کا مضمون بھی اس میں بیان فرمایا گیا جیسا کہ سورۂ جمعہ میں فرمایا گیا ہے کہ آیات پڑھ کر سناتا ہے اور پھر علم دیتا ہے تو وہی ترتیب ہے اور وہی مضمون کی گہرائی اور وہی وسعتیں ہیں لیکن ایک اور شان اور ایک اور رنگ کے ساتھ اس مضمون پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ فرمایا

ذُوْ مِرَّۃٍ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس مضمون کو بار بار ظاہر کرنے والا ہے۔ اس جلوے کو کئی رنگ میں ظاہر فرمانے والا ہے جس کا مطلب ایک تو یہ ہے اور اوّل مطلب یہی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر خدا صرف ایک دفعہ جلوہ گر نہیں ہوا بلکہ بار بار ہوتا ہے اور بار بار عظیم شان کے ساتھ ہوا ہے اور اس جلوہ گری نے بالآخر ایک ایسی شکل اختیار فرمالی کہ گویا مستقل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے لگا اور آپ کے وجود پر اپنا عرش پکڑ لیا۔ چنانچہ فرماتا ہے، ذُوْ مِرَّۃٍ۔ وہ بار بار جلوہ دکھانے والا خدا ہے۔ بار بار اپنی طاقتوں کو ظاہر کرنے والا خدا ہے۔ فَاسْتَوٰی، پھر وہ عرش پر مستحکم ہو گیا اور یہاں

عرش سے مراد قلب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی مضمون بیان ہو رہا ہے۔ بعد میں ان آیات میں اس قلب کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى

(سورۃ النجم: آیت ۱۲)

کہ اس قلب نے جو کچھ دیکھا ہے، اس قلب پر خدا کا جو جلوہ ظاہر ہوا اور وہاں قرار پکڑ گیا اس کے متعلق یہ قلب جو کچھ بتاتا ہے جھوٹ نہیں بتاتا۔ بالکل سچی باتیں بتا رہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۔ باوجود اس کے کہ خدا اُفق اعلیٰ پر تھا اور اُفق اعلیٰ پر ہے اس کے قریب آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کی بلند شان میں کسی قسم کی کمی آئی ہو اور وہ نیچے اتر آیا ہو۔ اپنے وجود اور تمکنت اور شان کے لحاظ سے اس کے اندر کسی قسم کا کوئی تنزل ممکن نہیں ہے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لقاء اپنے رب سے کیسے ہوئی؟ فرماتا ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ وہ اُفق اعلیٰ پر تھا یا ہے اور محمدؐ نے معراج کیا ہے اس اُفق اعلیٰ تک بلند ہوا ہے۔ یہ بتایا ہے کہ اللہ کی طاقت اور اس کی راہنمائی اور اس کی غیر معمولی نصرت کے ساتھ ایسا ہوا کہ محمدؐ کا مرتبہ اُفق اعلیٰ تک بلند کیا گیا ہے اور اُفق اعلیٰ سے مراد وہ اُفق ہے جس سے بلند تر کوئی اُفق ہو نہیں سکتا اور معراج کے اُفق کے سوا اور کسی اُفق کا یہاں ذکر نہیں ہے کیونکہ معراج کا اُفق وہ تھا جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی اور کبھی شریک نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے نہ کبھی ہو سکے گا۔ تمام دوسرے انبیاء اپنے اپنے اُفق تک بلند ہوئے اور پھر اس اُفق پر قرار پاکر پھر اپنی قوم کی طرف واپس آئے لیکن اُفق اعلیٰ تک سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اور کوئی بلند نہیں ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ تمام صفات حسنہ اور اس کے کمالات کی وہ ہر شان جس کا انسان متحمل ہو سکتا تھا، جس تک انسان رسائی پا سکتا تھا اور اسے قبول کرنے کی اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے طاقت بخشی گئی تھی، وہ حد امکان تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا ہوئی اور اس ظرف کے مطابق اس کنارے تک خدا تعالیٰ نے اُسے اپنے جلوے سے بھر دیا۔ یہ اُفق اعلیٰ تک آپ کا معراج ہے اور پھر چھوڑ کر نہیں گیا۔ بار بار اسی جلوے میں نمود فرما آیا ہے لیکن عرش ہمیشہ محمد مصطفیٰ ؐ کے قلب پر ہی رہا ہے اور ہمیشہ قلب محمد مصطفیٰ ؐ جس حالت اور جس شان میں پایا جاتا ہے اس میں خدا تعالیٰ کا عرش ہمیشہ اسی طرح قرار پکڑا رہے گا اور جلوہ گر رہے گا۔

پھر فرمایا: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ دَنَا سے مراد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اُفق اعلیٰ کی طرف دَنَا ہے۔ مفسرین نے بالعموم اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ محمد مصطفیٰ ؐ نے دَنَا کیا یعنی آپ خدا کی طرف بلند ہوئے اور اس کے قریب بڑھے فَتَدَلّٰى اور اللہ تعالیٰ نیچے اترا اور گویا کہ بین بین ایک مقام ایسا تھا جہاں جا کر انسانیت اور الوہیت کا اتصال ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دَنَا فرمایا اور خدا نے تَدَلّٰى فرمایا۔ یہ معنی مشہور اور عام ہیں اور تفسیر میں بھی حضرت مصلح موعودؓ نے یہی معنے کئے ہیں۔ اس معنی کو غلط نہیں کہا جا سکتا کیونکہ قرآن کریم نے بعض دفعہ ضمائر کو مجہول چھوڑ دیا اور وضاحت کے ساتھ ان کی تعیین نہیں فرمائی تاکہ تھوڑے لفظوں میں ایک سے زیادہ مطالب بیان ہو سکیں۔ پس اس پہلو سے ہرگز تعجب نہیں کہ دَنَا اور تَدَلّٰى کی ضمائر کو خدا تعالیٰ نے واضح کئے بغیر کیوں چھوڑ دیا تاکہ اس سے اور بہت سے مضامین نکلیں لیکن ایک وہ مضمون جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے وہ اس آیت کا ایک ایسا مضمون ہے جو اس آیت کی شان کو اُفق اعلیٰ تک پہنچا دیتا ہے اور اس سے بلند مرتبہ مضمون آپ کے علم میں دنیا کی کسی تفسیر میں نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

جب یہ آیت شریفہ یعنی دَنَا فَتَدَلّٰى نازل ہوئی جس کا مطلب ہے کہ یہ قریب ہوا اور وہ نیچے جھک گیا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ تو دو کمانوں کا ایک واحد وتر بن گیا۔ فرماتے ہیں "جب یہ آیت شریفہ جو قرآن شریف کی آیت ہے الہام ہوئی" یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے خاص معنے سمجھانے کی خاطر تبرکاً اللہ تعالیٰ نے یہی آیت الہام فرمائی "تو اس کے معنے کی تشخیص اور تعیین میں تأمل تھا"۔ میں متردد تھا کہ یہ آیت میرے متعلق کیوں نازل ہوئی اگر یہی مطلب لیا جائے کہ یہ تمہارے متعلق ہے تو فرمایا کہ مجھے تأمل تھا۔ میں اس کو قبول نہیں کر سکتا تھا اور تشخیص نہیں کر سکتا تھا تب طبیعت دعا کی طرف مائل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کی کہ اے خدا اس آیت کا مجھ پر نازل فرمانا کیا مقصد رکھتا ہے اس کا معنی تو خود مجھ پر روشن فرما دے۔ فرماتے ہیں۔ "اسی تأمل میں کچھ خفیف سی خواب آگئی"۔ ایک نیند کی، غنودگی کی حالت طاری ہو گئی" اور اس خواب میں اس کے معنے حل کئے گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ۔

دَنُوّ سے مراد قرب الٰہی ہے"۔

یعنی بندے کا خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ اس کی طرف بڑھنا" اور تَدَلّٰى سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان "تخلق باخلاق اللہ حاصل کرے اس ذات رحمان و رحیم کی طرح شفقةً علی العباد عالم خلق کی طرف رجوع کرے"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص)

اب دیکھیں اس مضمون کے ساتھ اس آیت میں کتنی عظیم رفعت، عظمت اور وسعت دکھائی دینے لگی ہے جو پہلے ہی موجود تھی لیکن کبھی انسان کی نظر اس بلندی تک نہیں اٹھی تھی جس بلندی تک الہام نے اور پھر خود خدا تعالیٰ کی نازل فرمودہ تشریح نے اس مضمون کو اوپر اٹھا دیا ہے۔ اس نظر کو اس حد تک بلند کر دیا کہ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى کا مضمون ذہن میں روشن ہو جاتا ہے اور اب سمجھ آتی ہے کہ بیک وقت دونوں معنے کیوں درست ہیں۔ اس آیت کا پہلا معنی یہ بنتا ہے کہ حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی تمام تر تمناؤں اور خواہشات کو خالص خدا تعالیٰ کی خاطر کر کے اپنے رب کی طرف بلند ہوئے اور جب اپنے تمام دین کو خالص کر کے اُسی کے ہو گئے اور اسی کی طرف بڑھے تو انسانی طاقت میں یہ نہیں تھا کہ وہ محض اپنی طاقتوں سے خدا کو حاصل کر سکے۔ فَتَدَلّٰی۔ تو پھر خدا نے تدلّی فرمایا۔ خود اُترا اور اس پاک بندے کا ہاتھ تھام لیا۔ اسے اُن بلندیوں تک پہنچا دیا جن بلندیوں تک پہنچنے کا یہ حقدار تھا لیکن بشری تقاضوں سے بغیر فضل الٰہی مدد اور نصرت کے بغیر اس کے لئے تنہا یہ کام کرنا ممکن نہیں تھا۔ پس دنوّ کے نتیجہ میں ایک تدلّی ہوا اور اس تدلّی اور دنوّ نے آپ کو ان معنوں میں ایک جان بنا دیا کہ جیسا کہ فرمایا۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ جس طرح آپس میں یوں جُڑی ہوئی دو کمانیں ہوں اور وتر اُن کے بیچ کا ایک ہو جو اُن دونوں کو اکٹھا کر رہا ہو۔ اس کا ایک اور معنی بھی ہے کہ دونوں کمانوں کا ایک رُخ ہو اور پھر بیچ میں ایک وتر ہو۔ یہ الگ مضمون ہے۔ اس وقت میں اس پہلے والے مضمون کو بیان کرتا ہوں۔

فرمایا کہ جس طرح دو کمانوں کو ایک وتر جو اُن دونوں کے درمیان اکٹھا باندھا گیا ہو یک جان کر دیتا ہے اور ان کو جوڑنے کا وہی تنہا ذریعہ بن جاتا ہے اسی طرح مخلوق اور خالق کے درمیان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دنوّ اور تدلّی کے نتیجہ میں وہ مرتبہ اور مقام حاصل فرمالیا کہ آپ شفیع الوریٰ بن گئے۔ آپ کے ذریعہ خالق کا مخلوق سے یہ رشتہ اپنے کمال کو پہنچا اور تعلق کا یہ رشتہ اس سے پہلے نہ کبھی قائم نہیں ہوا تھا اور کبھی یہ مضمون اپنے معراج کو نہیں پہنچا تھا جیسا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دنوّ سے اور اللہ کے تدلّی سے ایسا ہوا اور اس اشتراک کا نتیجہ کیا نکلا۔ اگر صرف اپنی ذات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کچھ پایا ہے تو ہمیں کیا، بنی نوع انسان کو اس سے کیا فائدہ ہے اور اگر وہ پایا ہے لیکن خدا کی صفات نہیں پائیں تو پھر اس دنوّ کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی۔ اس موقعہ پر خدا کی جو سب سے بڑی شان جلوہ گر ہوئی ہے وہ اپنی طرف آنے والے ایک بندے کی خاطر خود جُھکنا ہے اور یہ خدا کی شانِ انکسار ہے۔ اس کو انکسار کا نام بے شک نہ دے سکیں لیکن شان وہی ہے کہ اتنا مستغنی ہونے کے باوجود، اتنا بلند مرتبہ ہونے کے باوجود کائنات میں سے کچھ بھی نہ ہو تب بھی اُس کی شانِ غنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ایسا مستغنی ہے لیکن پھر جُھکتا ہے تو اگر اس عظیم شان سے جو اس موقعہ پر سب سے بڑھ کر جلوہ گر ہوئی ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حصہ نہ پاتے تو یہ مضمون نامکمل رہتا۔ آپ کا اتصال بے معنی ہو جاتا تو خدا تعالیٰ نے ان ضمائر کو تعیین کئے بغیر چھوڑ کر کیسی شان کا مضمون پیدا فرما دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس مضمون کو الہام کر کے پہلی آیت کے حق میں بھی گواہی دے دی کہ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کا ایک عظیم گواہ آنے والا ہے۔ وہ ثریا سے آپ کی سچائی کی شہادتیں لیکر نیچے اُترے گا۔ ایمان کو دوبارہ زندہ کرے گا اور بعد کے ہمیشہ ہمیش کے آنے والے زمانوں کے لئے یہ اعلان کر دے گا کہ جیسا کہ گذشتہ ۱۴۰۰ سال میں اس رسول ﷺ نے کبھی کوئی ٹھوکر نہیں کھائی۔ کبھی لغزش نہیں کھائی۔ اس کی تعلیم کی حفاظت کی ذمہ داری آسمان کے طاقتور ذُومِرّۃ خدا نے اٹھائی ہے۔ میں اس کا گواہ ہوں کہ اسکی ہر بات سچی نکلی ہے۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے جب آپ پر یہ مضمون ظاہر فرمایا اور آپ نے اس کی گواہی دی تو گویا وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی زندہ مثال بن گئے۔ ثریا سے اترنے اور گواہی کا مضمون کس شان کے ساتھ اس موقعہ پر پورا ہوتا ہے۔

یہ الہام کا وہ مقصد تھا جو اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکسار اور تضرع اور دعا کے نتیجہ میں آپ پر ایک رؤیا کے ذریعہ روشن فرمایا گیا تو آپ فرماتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دنوّ کیا اور پھر آپ ہی نے تدلّی کیا۔ جب خدا کو پالیا اور خدا کی صفات سے مرصّع ہو گئے تب آپ کا دل بنی نوع انسان کی ہمدردی میں پگھلا اور اس بلندی سے نیچے اترے تاکہ آپ نے جس اعلیٰ مقصد کو حاصل کیا ہے اس میں تمام بنی نوع انسان کو شریک کریں اور ہر ایک کو بتائیں کہ میں نے ایک عظیم چیز کو پا لیا ہے جس سے عظیم تر چیز کا تصور ممکن نہیں ہے۔ تمام زندگیوں کا وہ سرچشمہ ہے۔ سب نعمتوں کا وہ منبع ہے جیسا میں نے اس کو پایا ہے آؤ میں تمہیں بلاتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ میں تمہیں ان بلندیوں تک پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہوں کیونکہ میں سب کچھ دیکھ آیا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے سارے وجود سے اس کو پایا۔

میرے دل پر وہ خدا جلوہ گر ہوا

اور میں ان سب نعمتوں کی طرف تمہیں بلانے کے لئے واپس آیا ہوں جو نعمتیں مجھے اپنی تمام شان کے ساتھ اور اتمام نعمت کے ساتھ عطا فرمائی گئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی مضمون کو۔ خدا تعالیٰ کے تعلق میں بیان فرمایا ہے اور یہ جو مشابہتیں ہیں یہ بتاتی ہیں کہ یہ عظیم روحانی کائنات ہے جس کے آپس میں گہرے اندرونی رشتے ہیں۔ ایک جاہل ملّاں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بدتمیزی کی زبان کھولتا ہے تو اس بیچارے بدنصیب بدبخت کو پتہ نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جیسا عرفان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا ہے اس کی کوئی مثال آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گی اور اس عرفان کے نتیجہ میں اللہ کا جو عرفان اس زمانے میں آپ کو عطا ہوا اس کی بھی کوئی اور مثال آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔"

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اگر خدا نے اپنے عجائبات کے اظہار کے لئے چنا ہے اور آپ کے قلب کو اپنے عرش کی تختگاہ بنانے کے لئے چنا ہے تو اس لئے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ میں اصلی صفات پائی جاتی تھیں اور وہ صفات وہی ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ صادق تھے اور وفادار تھے اور خدا تعالیٰ کی کامل قدرتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔"

محرومو، دیکھیں اس تعلق میں کیسا پیارا لفظ بیان فرمایا ہے۔ میں نے تو پالیا ہے۔ تم جو محروم ہو جنہوں نے نہیں پایا۔ میں پانے کے بعد اور اس چشمے سے سیراب ہونے کے بعد **تمہیں بلا رہا ہوں**

کس درد اور بے قراری اور کیسے تڑپ کے ساتھ آپ بنی نوع انسان کو بلا رہے ہیں۔ ایک پانے والا ہی اس شان اور اس کرب کے ساتھ اور اس بے قراری کے ساتھ بلا سکتا ہے محروم کبھی نہیں بلا سکتا۔

بڑے ہی اندھے اور بدنصیب وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کو پڑھ کر بھی آپ کا عرفان حاصل نہ کر سکے۔ ساری دنیا کے جھوٹے بھی مل کر اس شان کی سچی گواہی نہیں دے سکتے جو اپنے اندر اپنی صداقت کی عظمتیں خود رکھتی ہے۔ کسی جھوٹے کے وہم و گمان میں بھی یہ عبارت نہیں آسکتی۔ فرماتے ہیں:۔

اگرچہ تمام وجود دکھوں سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔
(کشتی نوح۔)

یہ ہے دعوت الی اللہ۔ اور اسی طرح دعوت الی اللہ کے مضمون کا حق ادا ہوتا ہے۔ ہر بلانے والے کو کچھ نہ کچھ ضرور پانا ہوگا۔ اگر اس کی رسائی اُفقِ اعلیٰ تک نہیں تو جس کی رسائی ہے اس کے پیچھے چل کر کچھ نہ کچھ بلندیاں تو اُسے ضرور حاصل کرنی ہوں گی۔ اس چشمہ سے کچھ نہ کچھ تو سیراب ہونا اس کے لئے لازم ہے ورنہ اس کی دعوت میں نہ جان پڑے گی نہ اس میں صداقت کی وہ عظمت ہوگی جو بڑی قدرت کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ مقناطیسی طاقت ایک حقیقت ہے اور اسی کو ملتی ہے جس کا مقناطیس سے رابطہ پیدا ہو جائے۔ پس اپنے اندر وہ آہنی صفات پیدا کریں جو مقناطیس سے جُڑ کر آپ کو مقناطیس بنا دیں اور مقناطیس کے قریب ہونے کی کوشش کریں۔ پھر اُن صفات کی جلوہ گری آپ میں ہوگی جن صفات کا ذکر اس سورۃ کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے جس کی کچھ تلاوت میں نے آپ کے سامنے کی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اور اس بلند تر آقا کی غلامی کا حق آپ کو عطا ہوگا جس کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ پایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اس شان کے حق میں گواہی دیتے ہوئے کہ آپ نے جب بلایا تو پہلے پایا اور پھر بلایا۔

آپ فرماتے ہیں ؎

آنکھ اس کی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

آنکھ اس کی دور بین ہے۔ دُور کی باتیں دیکھتا ہے۔ اُفقِ اعلیٰ پر نظر ہے مگر دل یار کے قریں ہے۔ اس کے دِل پر یار جلوہ گر ہو چکا اور اُسے اپنا تخت بنا لیا۔

؎ پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

اندر والا یہ کام کر سکتا ہے۔ بیرونی نظر سے دیکھنے والا جو اندر نہ پہنچا ہو وہ پردے ہٹا کر کسی کو اندر آنے کی دعوت نہیں دے سکتا۔ پس وہ سب احمدی جو مرد ہوں یا خواتین، بڑے ہوں یا بچے، اگر دعوت الی اللہ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں تو دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قربت کے کچھ آثار اپنے اندر پیدا کریں۔ جتنے یہ آثار پیدا ہوں گے۔ جتنی آپ کی یافت اور جتنا آپ کے پانے کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اتنی ہی آپ کے اندر غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ آپ اس بات کے حقدار ہوں گے اور بنی نوع انسان مجبور ہوں گے کہ آپ کی آواز کو سنیں اور اُسے قبول کر لیں اور آپ کے پیچھے چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ *

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے
(ادارہ)

سیدِ کونینؐ پر لاکھوں سلام!

امن کے پیغامبر تجھ پر سلام
اے شہِ والا گہر تجھ پر سلام
امن کا رستہ دکھایا پیار سے
دشمنوں سے بھی نبھایا پیار سے
اوّلیں میں بھی ہے تو ہی جلوہ گر
تیری تعریف ہمیشہ عرش پر
جان سے پیارا ہے اُسکا احترام

ہادیٔ جِن و بشر تجھ پر سلام
دینِ حق کے راہبر تجھ پہ سلام
جامِ عرفاں کا پلایا پیار سے
غم کے ماروں کو ہنسایا پیار سے
آخریں کا بھی ہے تو ہی راہبر
تیرا کلمہ ہے ہمیں محبوب تر
اے نبیٔ انبیاء تجھ پہ سلام

آبِ کوثر کا پلا مجھ کو بھی جام
ساقیٔ والا گہر دے اہتمام
سیدِ کونینؐ پہ لاکھوں سلام

(عبدالرحیم راٹھور)

ہیں آپؐ سرورِ انبیاء ختم الرسلؐ عالی مقام

بھیجا ہے جس حبیبؐ نے مہدی کو پیار سے سلام
اُس پہ کروڑوں رحمتیں اور ہو دیں بے شمار سلام
رحمتیں یہ خدا کی ہیں اور برکتیں مصطفیٰؐ کی ہیں
پھیلی ہی سب جہان میں۔ عالم میں پائیں کی دوام
مہدی تھے جن کے خاکِ پا۔ اور جس کے در کے تھے گدا
اُن کا محمدؐ نام ہے اور ہے محمدؐ اُن کا کام
خلقِ خدا کے دُکھ سے جو پاتے رہے تھے دُکھ مدام
خود پا کے دُکھ پہنچا رہا سُکھ تھا زندگی کا التزام
یثرب سے لیکر مکہ تک۔ سب ہو گئے دُشمن ناکام
پھر بھی میرے حبیبؐ نے اُن سے لیا نہ انتقام
انجیل میں دیکھو تو ہے اُس کی شریعت ناتمام
روحِ حق جب آئے گا۔ ہو گی شریعت تب تمام
قرآن پاک ہاتھ میں۔ لائے وہ اک روشن نظام
جس میں بیان ہو گئے ہیں۔ سب حلال اور حرام
سُن! یاد رکھو اے احمدی! حج الوداع کا تو پیام
جان و مال و آبروِ مسلم کی ہم پر ہے حرام
ہیں آپؐ سرورِ انبیاءؐ۔ ختم الرسلؐ عالی مقام
ہیں مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ۔ خیر البشر خیر الانام
جِن و ملک سب انس و جاں۔ کرتے ہیں جن کا احترام
سب انبیاء اور اصفیاء کرتے ہیں جن کا احترام
جن کے لئے قائم ہوا۔ دُنیا کا یہ سارا نظام
اُن پر درود رات دن۔ بھیجو سلام صبح و شام

(چوہدری عنایت اللہ احمدی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی امتیازی شان

از ——— مکرم سید رشید احمد صاحب سونگڑوی ۔ جمشید پور بہار

جب معجزات کی بات آتی ہے تو ہمارا واضح نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ "معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں۔

۱۔ معجزات عقلیہ۔ ۲۔ معجزات علمیہ۔ ۳۔ معجزات برکات روحانیہ ۴۔ معجزات تصرفات خارجیہ۔ نمبر ایک دو اور تین کے معجزات، خواص ذاتیۂ قرآن شریف میں سے ہیں اور نہایت ہی عالیشان اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں۔ جن کو ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر بچشم دید ماجرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن وجمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات سے وابستہ ہے بلکہ ہر ایک کلام الٰہی کا یہی نشان اعظم ہے کہ یہ تینوں قسم کے معجزات کسی قدر اس میں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلیٰ اور اکمل واتم طور پر پائے جاتے ہیں اور ان ہی کو قرآن شریف اپنی بے مثل اور مانند ہونے کے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۲ حاشیہ طبع اول)

سچ تو یہ ہے کہ کلام الٰہی نے مسلمانوں کو دوسرے معجزات سے قطعی بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ نہ صرف اعجاز بلکہ اپنی برکات و تنویرات کی رو سے اعجاز آفرین بھی ہے۔ فی الحقیقت قرآن شریف اپنی ذات میں ایسی صفات کمالیہ رکھتا ہے جو اس کو خارجیہ معجزات کی کچھ بھی حاجت نہیں۔

خارجیہ معجزات کے ہونے سے اس میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی اور نہ ہونے سے کوئی نقص عائد حال نہیں ہوتا اس کا بازار حسن معجزات خارجیہ کے زیور سے بے رونق پذیر نہیں بلکہ وہ اپنی ذات میں آپ ہی ہزار ہا معجزات عجیبہ وغریبہ کا جامع ہے جن کو ہر ایک زمانہ کے لوگ دیکھ سکتے ہیں نہ یہ کہ صرف گذشتہ کا حوالہ دیا جائے وہ ایسا ملیح الحسن محبوب ہے کہ ہر ایک چیز اس سے مل کر آرائش پکڑتی ہے اور وہ اپنی آرائش میں کسی کی آمیزش کا محتاج نہیں۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۲۔ صفحہ ۱۳)

بہرحال اہل مذاہب کے اندر "معجزات" کا جو تذکرہ آج کل ملتا ہے وہ صرف تصرفات خارجیہ کی قسم سے ملتا ہے مثلاً عیسائی دنیا اپنے معتقدات کے مطابق ایسے قصے بطور معجزہ پیش کرتی ہے مثلاً مردہ کو زندہ کر دینا۔ کوڑھی کو شفا دے دینا۔ نابینا کو بینائی دے دینا اور پہاڑ کو اڑانا وغیرہ جبکہ ہندو مذاہب کی طرف سے ایسے معجزات کے قصے ملتے ہیں جن میں مثلاً ہنومان کا پہاڑ اڑانا جسم کا کٹنا۔ ہاتھیوں کی طاقت کا مقابلہ کرنا وغیرہ شامل ہے مگر معلوم نہیں کہ یہ لوگ اپنی کیا امتیازی حیثیت پیش کر سکتے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ قصوں پر مدار کرنے والوں میں بعض خوش فہم مسلمان بھی شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عظیم ترین نعمت زندہ خدا، زندہ کتاب زندہ رسول کے زندہ معجزات، پیش کرنے کی بجائے تصرفات خارجیہ کی مثال والے معجزات کو قصوں کے رنگ میں پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ پھر اس میں بھی غلو کرتے ہوئے تصرفات خارجیہ کی حقیقی مثال کے علاوہ غیر حقیقی اور اوہام باطل والے واقعات بھی پیش کر دیتے ہیں۔ گویا عیسائی اپنے مذہب کی تائید میں ایک عجوبہ پیش کرتا ہے تو ہندو اپنا ایک غیر معمولی واقعہ سنا دیتا ہے تو اس مقابلہ کی دوڑ میں مسلمان بھی شامل ہو جاتا ہے اور اپنا ایک واقعہ پیش کر دیتا ہے۔ چنانچہ مولانا وحیدالدین خاں صدر اسلامی مرکز دہلی اپنے ماہنامہ الرسالہ (دسمبر ۱۹۸۲ء) میں ایک واقعہ یوں درج فرماتے ہیں۔

"غالباً ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور میں تاریخ کے استاد لالہ ابلاغ رائے نے ایک مقالہ شائع کیا یہ مقالہ اخبار ٹربیون میں چھپا۔ اس میں انہوں نے تحقیقات پیش کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ جنوبی امریکہ کی دریافت کرنے والے ایک ہندو مذہبی رہنما تھے جن کا نام ارجن دیو تھا۔ ارجنٹینا (ARGENTINA) انہیں ارجن دیو کے نام پر ہے۔ جو جنوبی امریکہ کا ایک ساحلی ملک ہے۔

لالہ ابلاغ رائے کا یہ مقالہ شائع ہوا تو مسلمانوں میں کھلبلی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کو نظر آیا کہ ہندو ان سے بازی لے گئے ہیں۔ اس کے بعد مولانا ظفر علی خاں اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے اپنے اخبار زمیندار میں ایک مضمون شائع کیا۔ اس میں انہوں نے ثابت کیا کہ جنوبی امریکہ کی دریافت ایک مسلم درویش حضرت شیخ چلی رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ چنانچہ جنوبی امریکہ کا ایک ملک آج تک انہیں کے نام پر منسوب چلا آرہا ہے اس ملک کا نام چلی (CHILE) ہے" (ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی ۱۶ فروری ۱۹۸۷ء)

اسلام اور بانی اسلام کی شان کے اظہار کے لئے یہ رویہ اختیار کرنا نہایت نامعقول ہے۔ اس سے اسلام کی کوئی امتیازی حیثیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آنحضرت کے ظاہری حلیہ اور لباس سے کوئی غیر مسلم متاثر نہیں ہو سکتا۔ (الا ماشاء اللہ) چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہندو نوجوان نے حضرت مصلح موعود سے دریافت کیا کہ مجھے اس بات کا شوق ہے کہ مختلف مذاہب کے جو بانی ہیں ان کے حالات زندگی معلوم کروں اس وجہ سے مختلف مذاہب کے واعظ جب ہمارے شہر میں آتے ہیں تو میں ان کے وعظوں اور تقریروں میں شامل ہوتا ہوں جب کوئی بڑا مولوی آجاتا ہے اور لیکچر دیتا ہے تو میں اس کے لیکچر میں بھی شامل ہو جاتا ہوں ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی اور وہ یہ کہ عیسائی پادری جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محبت کی تعلیم دی اور انہوں نے لوگوں کے لئے اپنی جان قربان کر دی ایک ہندو پنڈت کھڑا ہوتا ہے تو وہ بھی حضرت کرشن جی کے فضائل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے دنیا سے جھگڑا فساد دور کیا۔ حضرت رام چندر جی کے متعلق بھی کہتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ یہ سکھ پہنچایا۔ ایک سکھ گیانی آتا ہے تو وہ بھی اپنے گورو کی خوبیاں لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ مگر جب کوئی مسلمان مولوی آتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنے لگتا ہے تو کہنے لگ جاتا ہے کہ آپ کالی کملی والے اور زلفوں والے اور کالی کملی والے اور زلفوں والے تھے یہ سن کر حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ یہ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے ناواقف ہیں اگر یہ لوگ قرآن کریم پڑھتے اور احادیث سے واقفیت رکھتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو کس اعلیٰ رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن پر کبھی غور نہیں کیا اس لئے یہ بڑے سے بڑی خوبی اور بڑے سے بڑا کمال جو آپ کا بیان کرتے

وہ یہی ہوگا کہ " او کملی والے او زلفاں والے" غرض یہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں اس میں ہر شخص شامل ہو سکتا ہے پھر یہ لوگ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان کرتے ہیں تو ایسے ایسے معجزات بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر بجائے متاثر ہونے کے لوگ ہنستے ہیں اور پھر جب ہندوؤں کے سامنے ان قصوں کو رکھا جاتا ہے تو وہ ان سے بھی بڑے بڑے قصے اپنے بزرگوں کے متعلق سنا دیتے ہیں کیونکہ خالی قصوں پر اگر دین کا مدار ہو تو قصے بنانے کوئی مشکل کام نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں ایک ولی سے بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ مکہ میں تربوز بہت اچھے ہوتے ہیں اب قرآن میں لکھا ہے کہ وہ وادی غیر ذی زرع ہے جب وہ ایسی وادی ہے جس میں کچھ بھی پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر اعلیٰ قسم کے تربوز اتنی کثرت سے کہاں سے آجاتے ہیں سو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ گدھوں والے مکہ سے طائف جاتے ہیں اور طائف سے بڑے بڑے کھنگھر اپنے بوروں میں بھر لیتے ہیں جب وہ واپس آتے اور مکہ میں پہنچتے ہیں تو تمام کھنگھر تربوز ہو جاتے ہیں۔ پھر کہنے والے کہتے ہیں کہ ایک بڑے بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے کامل ولی تھے ایک دفعہ وہ بغداد سے جہاز پر سوار ہوئے۔ راستہ میں جہاز کہیں گھنٹہ بھر ٹھہرا تو وہ کہنے لگے میں فلاں بزرگ سے مل آؤں لوگوں نے انہیں کہا کہ جہاز نے یہاں صرف ایک گھنٹہ ٹھہرنا ہے اور آندھی بھی آئی ہوئی ہے آپ نہ جائیں مگر وہ کہنے لگے نہیں میں ضرور جاؤں گا اور اگر میں ایک گھنٹہ تک نہ آؤں تو میرا انتظار نہ کیا جائے اور جہاز بے شک روانہ ہو جائے۔ چنانچہ ایک گھنٹہ تک جہاز کھڑا رہا مگر وہ نہ آئے اور جہاز چل پڑا جس وقت جہاز بمبئی پہنچا تو لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ ساحل بمبئی پر ٹہل رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا حضرت، آپ کہاں وہ کہنے لگے مجھے جب معلوم ہوا کہ جہاز چل پڑا ہے تو میں نے کھڑاواں پہنی اور بھاگ کر بمبئی آگیا پھر کہنے والے کہنے لگے کہ وہ بزرگ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں جمعہ کے دن فوت ہوں گا اور میرا جنازہ کشمیر کی شاہی مسجد میں پڑھا جائے گا اور وہیں میں دفن ہوں گا۔ چنانچہ ایک دن جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ چکے تو لوگوں سے کہنے لگے کہ بھائیو ذرا ٹھہرنا میں اب فوت ہونے لگا ہوں مجھے نہلا دھلا کر جانا وہ کہنے لگے کہ آپ تو کہا کرتے تھے کہ میرا کشمیر میں جنازہ ہوگا اور وہیں میں دفن ہوں گا مگر آپ فوت یہیں ہونے لگے ہیں انہوں نے فرمایا تم فکر نہ کرو وہ بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور فوت ہو گئے لوگوں نے انہیں نہلایا دھلایا اور پھر کفن پہنا کر چارپائی پر لٹا دیا بس جونہی انہوں نے نعش چارپائی پر رکھی وہ کیا دیکھتے ہیں کہ نعش غائب ہے۔ ادھر سری نگر کی جامعہ مسجد میں جمعہ ہو چکا تو امام صاحب نے لوگوں سے کہا بھائیو! ذرا ٹھہر جانا یہاں ایک بہت بڑے بزرگ کا جنازہ آنے والا ہے لوگوں نے کہا یہاں تو کوئی بزرگ فوت نہیں ہوا! امام صاحب کہنے لگے ابھی جنازہ پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ مصلے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے تھوڑی دیر ہی تسبیح پھیری تھی کہ یکدم اینٹ سے جو علی گڑھ کے قریب ہے چارپائی پر جنازہ وہاں آ اترا اور سب نے ان کا جنازہ پڑھ کر انہیں وہیں دفن کیا یہ قصہ سنا کر کہنے والے کہتے ہیں کہ معجزے یہ ہوتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

بہرحال اس قسم کے غیر تاریخی معجزات جب مسلمان مولوی ہندوؤں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو وہ اس سے بھی بڑھ کر معجزے بیان کر دیتے ہیں۔ مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ معجزات بیان کرتے ہیں کہ جنہیں سن کر دشمن کے منہ پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ بات تک نہیں کر سکتا جب ہم دشمن کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ یہ ہے کہ جو شخص ان کی غلامی اور اتباع کرتا ہے خدا تعالیٰ کا تازہ کلام اس پر اترتا ہے اور زمین و آسمان کا خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے تو کیا ہے کوئی ہندو جو کہے کہ میں اس سے بڑھ کر اپنے پیشوا کا معجزہ پیش کر سکتا ہوں یا ہے کوئی عیسائی جو کہے کہ ان کے مسیح کی اتباع سے یہ نعمت انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔ سب دم بخود ہو جاتے ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے سوا یہ نعمت کسی مذہب میں رہ کر انسان کو نصیب نہیں ہو سکتی

(تلخیص از خطبہ جمعہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ ۲۰ راگست ۱۹۳۷ء)

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران ع۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی یہی وہ امتیازی حیثیت ہے جس کے متعلق حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔

"وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی صلعم کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لیے ...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۲ طبع اوّل)

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور ان کی امت خالی ہاتھ اور تہی دست ہے۔ صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین امت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸ طبع اوّل)

نیز فرمایا

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی ...... سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

(سراج منیر صفحہ ۸۰ طبع اوّل)

بقیہ صفحہ ۱۶

مطابق ضرور قتل کیے جائیں گے، معاف کر کے حیران کر دیا۔ اور مذہب یہود اور نصاریٰ کی بابت ان کی صاف تلقین ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں ان کے لئے خاص رعایتیں رکھی گئی ہیں۔ اور مجھے اس امر کا یقین ہے کہ اس زمانہ میں اگر ہندوستان اور عرب کے درمیان بھی آمد و رفت کا سلسلہ ہوتا تو ضرور یہی رعایات ہنود کو بھی آنحضرت صلعم دیتے۔"

(اخبار الفضل قادیان ۳۱ رمئی ۱۹۲۹ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور رواداری کی بے نظیر تعلیم

از مکرم محمد عبد الباقی صاحب مجسٹریٹ جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور۔ (بہار)

مذہب اسلام اپنے کو جس خدا یا اللہ یا GOD یا بھگوان کی طرف منسوب کرتا ہے وہ صرف مسلمانوں کا یا کسی خاص قوم کا خدا نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی رو سے وہ رب العالمین ہے۔ یعنی تمام جہانوں کا خدا ہے۔ تمام جہانوں کا باپ یعنی پیدا کرنے والا ہے۔ پس جب اسلام کے مطابق تمام جہانوں جس میں دنیا کی تمام قومیں و مذاہب شامل ہیں کا پیدا کرنے والا ایک اور صرف ایک خدا ہے تو تمام قوموں و مذاہب کے لوگ ایک باپ کے بیٹے شمار ہونگے۔ اس طرح مذہب اسلام کے صرف ایک خدا رب العالمین کے UNIVERSAL GOD ثابت ہونے کے نتیجہ میں UNIVERSAL BROTHERHOOD ثابت ہو جاتی ہے جس کے معنی ہوئے کہ تمام مذاہب و قوم کے لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں کیونکہ یہ سبھی ایک UNIVERSAL GOD کی اولاد ہیں۔

اسی طرح آج جبکہ ہر طرف آج آزادی کا شور برپا ہے۔ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کے متعلق آزادی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یورپ کوشش کر رہا ہے کہ غلاموں جسمانی اور اقتصادی و ذہنی غلامی کے مذہبی غلامی کو بھی دور کر دے۔ مختصر یہ کہ آج تمام قومیں جو کہ بلحاظ تمدن و اخلاق کے مختلف ہیں یہ کوشش کر رہی ہیں کہ وہ اپنے اصول، مذاہب اور عقائد کے متعلق میں جبر و اکراہ کی برائی کا اعتراف کر کے آزادی کے جس لغزش کی طرف پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے اس کی طرف آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے عرب کے ریگستان میں پیدا ہونے والے اسیروں کے نجات دہندہ اور صحیح آزادی کے داتا نے [illegible] خدا تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو توجہ دلائی تھی۔

لا اکراہ فی الدین۔ کہ مذہب میں جبر و زبردستی نہ ہو۔ یہ سنہری اصول آپؐ نے خدا تعالیٰ سے اس پاک حکم کے مطابق مذہبی غلامی کے خلاف اس وقت بلند کی جب کہ دنیا اپنے مذہبی عقائد اور خیالات کو زبردستی پھیلانا عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ یہ حالت عرب کی ہی نہیں ساری دنیا میں زوروں پر تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر فی الدین کے خلاف صرف وعظ و نصیحت ہی نہیں کی بلکہ اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ دین کے پھیلانے اور عقائد کے پرچار میں جبر کرنا خدا کی مخلوق پر ظلم ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکہ میں اور آٹھ برس تک مدینہ میں کفار عرب کے مظالم کا تختۂ مشق بنے رہے۔ انہوں نے حضورؐ کو وطن سے بے وطن کیا۔ حضورؐ کو اور حضورؐ کے ساتھیوں کو مارا پیٹا۔ زخمی کیا۔ قتل کے درپے ہوئے۔ قید کی صعوبتیں پہنچائیں۔ طائف کے شریر لڑکوں نے پتھر مارے۔ فحش گالیاں دیں اور اوباشوں اور کتوں کو حضورؐ کے پیچھے ہنکاتے ہوئے گیارہ میل تک تعاقب کیا۔ خانہ کعبہ میں گلا گھونٹا۔ جنگ اُحد میں حضورؐ کو زخمی کیا۔ بوقت ہجرت حضورؐ کو زندہ یا مردہ پکڑ لانے کے لئے سو اونٹ کا انعام رکھا۔ آپؐ کے ساتھیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ غلاموں اور لونڈیوں کو مار مار کر ادھ مرا کر دیا گیا۔ تپتی ہوئی ریت پر لٹا لٹا کر ایذائیں دی گئیں۔ ضعیف عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر شہید کر ڈالا گیا۔ مدینہ پر متواتر چڑھائی کی گئی۔ آپ کی جوان حاملہ صاحبزادی کو ستم پروروں نے اتنے پتھر مارے کہ اسقاط ہو گیا اور یہی اُن کی موت کا باعث ہوا۔ لیکن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی دیکھئے کہ جب آپ نے مکہ فتح کیا اور آپ فاتحانہ صورت میں داخل ہوئے تو آپ نے ان لوگوں کے لئے اعلان فرمایا کہ:-

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اذھبوا انتم الطلقاء

یعنی تم لوگ ڈرو نہیں۔ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ بلکہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے گناہ کو معاف کر کے تمہیں اپنی مغفرت کے سایہ میں جگہ دے کیونکہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی رحمت اور شفقت کی گود میں بٹھا لیا اور اعلان عام کر دیا کہ:-

(۱):- جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۲):- جو شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۳):- جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۴):- جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے۔ اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۵):- جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے۔ اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۶):- بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(۷):- زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
(۸):- اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔
(۹):- جو حضرت بلالؓ کے جھنڈے تلے آ جائے اسے بھی امن دیا جائیگا۔

پس دشمنوں اور خون کے پیاسے دشمنوں۔ ہر قسم کی ایذا اور تکلیف دینے والے دشمنوں کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلوک کو پیش نظر رکھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس رحمت و رافت، اس جود و بخشش اس عفو و درگذر کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے ساتھ عفو و درگذر عام معافی کی وجہ کیا تھی؟

جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ اس کے پیچھے ذکر للعٰلمین یعنی تمام جہانوں کے لئے نصیحت سے بھرپور وہ مکمل دین یعنی قرآن کریم تھا جس میں یہ واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے جیسے کہ

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ج
(سورۃ بقرہ ع ۳۴)

کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہونا چاہیئے۔

پس یہ ہے اسلام میں رواداری کی تعلیم کی بنیاد۔

احباب کرام! اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مذہبی رواداری کے متعلق اسلام کی کیا تعلیم ہے اور اس تعلیم کے مطابق ایک مسلمان کہاں تک دوسری قوم سے نیک سلوک کرنے کے لئے مجبور ہے۔ مذہبی رواداری کی اسلام میں اس قدر مضبوط بنیاد موجود ہے جس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ دوسرے لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک دوسرے کو جھوٹا ثابت نہ کیا جائے۔ اپنی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ اسلام جہاں اپنی خوبیوں کو پیش کرتا ہے وہاں وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہر قوم جو زمین پر قائم ہوئی اس میں کوئی نہ کوئی خدا کا نبی آیا جیسا کہ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ

ہر قوم میں نذیر آیا۔ اب دیکھو کتنا بڑا فرق ہے اسلام میں اور دوسرے مذاہب میں۔ دوسرے مذاہب یہ ہرگز نہیں سکھاتے کہ ان کے سوا کسی اور قوم میں بھی نبی آئے۔ لیکن یہ اسلام کی تعلیم ہے جو بتاتی ہے کہ تمام قوموں میں نبی آتے رہے ہیں۔ اب اس تعلیم کے ماتحت مسلمان اس بات کے پابند ہیں کہ ہر قوم میں نبی مانیں اور جب وہ ہر قوم میں نبی مانیں گے تو پھر کیا وہ کسی قوم کو کہہ سکتے ہیں کہ تمہارا نبی جھوٹا تھا۔ اگر کوئی ایسا کہے تو وہ آدمی نبی کو ہی جھوٹا نہیں کہے گا بلکہ قرآن

شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلا رہا ہوگا۔ دیکھو! ایک عیسائی اطمینان کے ساتھ گندے سے گندے الفاظ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر سکتا ہے لیکن ایک مسلمان نعوذ باللہ کبھی اور بار بار بھی "مسیح" کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرکے پکارے گا۔ یعنی حضرت عیسیٰ پر سلامتی ہو اور برکتیں نازل ہوں۔ یہ اسلام ہی کی تعلیم کا اثر ہے کہ عیسائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔ یہی حال ہندوؤں اور دوسرے مذاہب والوں کا ہے کہ وہ تو ہمارے انبیاء کو گالیاں دیتے اور بُرے الفاظ بول سکتے ہیں مگر ایک مسلمان ان کے تمام پیشواؤں کی عزت کرتا ہے۔ اور ان کے لئے عزت اور ادب کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ جب قرآن کریم کہتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ تو ہر مسلمان کو ماننا پڑیگا کہ ہندوؤں میں بھی نبی گذرے ہیں کیونکہ ہندو بھی دنیا میں ایک قوم ہے۔ اور پھر حضور صلعم کی ایک واضح حدیث بھی ہے کہ ہندوستان میں بھی ایک نبی آیا جو سانولے رنگ کا تھا۔ اور جس کا نام کاہن تھا۔ جسے ہندو بھائی کرشن کنہیا کے نام سے پکارتے ہیں۔ پس جب یہ ماننا پڑے گا تو کیونکر اس شخص سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ہندوؤں کے بزرگوں کو گالیاں نکالے گا۔

پس ایک مسلمان جب قرآن شریف کی اس تعلیم کو دیکھے گا تو پھر وہ کسی قوم یا کسی ملک کے بزرگ کو بھی بُرا نہیں کہہ سکتا۔ ہندو قوم میں کوئی بزرگ ہو یا عیسائی یا یہود قوم کا۔ اس تعلیم کے ماتحت ایک مسلمان کسی کو بُرا نہیں کہہ سکتا۔ یہی حال ہر ملک کے بزرگوں کا ہے کہ انہیں مسلمان بُرا نہیں کہہ سکتے۔ خواہ کوئی شخص فرانس میں گزرا ہو خواہ جاپان میں خواہ جرمنی میں خواہ روس میں خواہ ایران میں خواہ افریقہ میں۔ خواہ امریکہ میں غرض کسی جگہ کا ہو جسے اس کے ملک کے لوگ بزرگ قرار دیتے ہیں ایسے مسلمان اگر سچا نہیں سمجھتا تو اسے بُرا بھی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ قرآن کریم نے جو فرمایا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں شاید یہ بزرگ انہی نبیوں میں سے ہی ہو۔

پس جو باتیں میں نے بیان کی ہیں اگر ہر ایک کی سمجھ میں آجائیں اور ہندو بھی اس بات پر عمل کرنا شروع کر دیں عیسائی بھی اس پر عمل کرنا شروع کر دیں سکھ بھی اسی بات پر عمل کرنا شروع کر دیں کہ کسی کے بزرگ کو بُرا نہ کہیں تو مذہبی رواداری پیدا ہو سکتی ہے۔ جو لوگ دوسروں کے بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں وہ اتنا تو سوچیں کہ اگر وہ دوسروں کے بزرگوں کی ہتک نہ کریں تو ان کا کیا نقصان ہوتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار "مت اپدیش" لاہور جولائی ۱۹۱۵ء کے ایک پرچہ کے اپنے ایک مضمون "اسلام کیونکر پھیلا" میں لکھتے ہیں کہ:- "وہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا۔ مگر ہم اس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ رہتا۔ لیکن نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بانی اسلام (صلعم) کے اندر روحانی شکتی تھی۔ منش ماتر (یعنی نوع انسان) کے لئے پریم تھا۔ اس کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا تھا۔ نیک خیالات اس کی رہنمائی کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر حضرت محمدؐ دشمنوں سے لڑائی کرکے تن تنہا جنگل میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو ایک قوی ہیکل آدمی برہنہ تلوار لے کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہا اے محمدؐ! اب بتا تیرا خدا کہاں ہے؟ اپنے خدا کو اپنی مدد کے لئے بلا تاکہ میں دیکھوں کہ تیری گردن کاٹنے سے میرے ہاتھ کو کیسے روکتا ہے۔ حضرت محمد (صلعم) بولے۔ اے پاگل! میرا خدا میرے پاس ہے۔ میری ہر وقت مدد کرنے کو تیار ہے۔ اس وقت بھی وہ میری مدد کرے گا۔

حضرت محمدؐ صاحب کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ مارنیوالے کا ہاتھ کانپا اور تلوار زمین پر گر پڑی۔ حضرت محمدؐ نے تلوار اٹھائی اور یوں مخاطب ہوئے۔ اے ظالم! اب بتا مجھ کو کون بچانیوالا ہے؟ یہ تلوار ایک سیکنڈ کے اندر تیرا سر تن سے جدا کر دے گی۔ جلد بتا کہ تجھ کو کون بچائیگا۔ قوی ہیکل آدمی پر خاموشی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ کوئی جواب بن نہ پایا۔ حضرت صاحب پھر بولے! ارے احمق کہتا کیوں نہیں کہ جس نے تجھ کو بچایا ہے وہی مجھے بچائے گا۔ پس آپ کیا تھا ظالم کی آنکھیں کھل گئیں۔ بھولا ہوا ہوش آ چکا تھا فوراً مسلمان ہوگیا۔"

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۲)

پنڈت مشری رام جی لکھتے ہیں:- "آپ کے سود مانتوں کے پرچار میں جس آزادی اور سوتنترتا کی اسلام نے آگیا دی۔ اگر آج سارا سنسار اس پر عمل شروع کر دے تو آج سنسار میں امن اور پریم کی دھارا بہتی ہوئی نظر آئے گی۔"

(ہندو مسلم اتحاد صفحہ ۱)

(بحوالہ اخبار الفضل مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا وفد ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ مذہبی تبادلہ خیالات ہو رہا تھا۔ کہ ان عیسائیوں نے کہا کہ اب اجازت دیں کیونکہ ان کی عبادت کا وقت ہوگیا عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم آزادی سے میری مسجد میں اپنے خدا کی عبادت اپنے مذہبی طریق سے کر سکتے ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مسجد نبوی میں اپنے عقائد و طریق کے مطابق عبادت کی۔

یہ واقعہ ہر صاحب بصیرت کے لئے مذہبی آزادی کا ایسا نشان ہے کہ دنیا کی مذہبی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اس واقعہ سے متعلق یہاں پر میں ایک دلچسپ واقعہ کا بھی ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے ایک جید عالم حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک زمانہ میں امریکہ میں بطور مبلغ اسلام ہوا کرتے تھے۔ ڈیٹرائٹ امریکہ کا ایک بہت بڑا اور مشہور شہر ہے۔ آپ نے ایک بار ڈیٹرائٹ میں حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری اور حسن و اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے اپنے لیکچر میں نجران کے عیسائیوں کے مذہبی وفد کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنے خدا کی عبادت اپنے مذہبی طریق پر کرنے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس شہر ڈیٹرائٹ کے عیسائی پادریوں کو چیلنج کیا کہ کل جمعہ ہے (یہ لیکچر جمعرات کی مغرب کے بعد رات کو ہوا تھا) اور میں نے چند نومسلموں کے ساتھ جو اس شہر میں ہیں جمعہ کی نماز پڑھنی ہے۔ کیا کوئی عیسائی پادری اس شہر میں ایسا حوصلہ رکھتا ہے کہ کل دو گھنٹہ کے واسطے ہمیں اپنا گرجا دیدے اور ہم اس میں جمعہ کی نماز پڑھ لیں۔

ڈیٹرائٹ ایک بڑا شہر ہے۔ کئی لاکھ کی آبادی ہے۔ لیکچر ایک بڑے ہال میں ہوا تھا۔ اور اس میں کئی ایک روزانہ اخبارات کے نامہ نگار بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ نامہ نگار تمام شہر کے گرجوں کے پادریوں کے پاس پہنچے اور انہیں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا چیلنج سنایا۔ سب کے جواب صبح جمعہ کے اخبارات میں شائع ہوئے کہ سب نے نماز جمعہ کے واسطے گرجا دینے سے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا کہ ڈاکٹر صادق کو گرجا استعمال کرنے کے لئے دینا ایسا ہے جیسا کہ کوئی دشمن کو بلا بھیجے کہ ہمارے قلعہ پر آکر بم پھینکو۔ غرض سب نے انکار کیا اور جس حسن اخلاق اور مذہبی رواداری کا نمونہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تھا آج کی مہذب کہلانے والی دنیا اس کا عشر عشیر بھی نہیں دکھا سکتی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی شریعت میں غیر مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے طبری وغیرہ کتب تاریخ میں بہت سے معاہدات اصل الفاظ میں درج ہیں جن میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔ حضرت خالدؓ نے جب عیسائیوں پر فتح پائی تو ان کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجے برباد نہیں کئے جائیں گے ان کو ناقوس بجانے سے روکا نہیں جائے گا۔ ان کی عیدوں کے دن انہیں صلیب کے جلوس نکالنے کی اجازت ہوگی۔

بہرحال یہ پاک نمونہ ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دی اور جس پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے ہمیشہ غیر قوموں کے معبودوں، راہبوں، برہمنوں کا احترام کیا۔

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ اپریل ۱۹۱۱ء نمبر ۷۷ جلد ۲۹ صفحہ ۱۲)

قارئین کرام! دنیا کی مذہبی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو اور درگذر اور رحم کی جو مثال پیش کی ہے وہ بےنظیر ہے۔ اور تو اور لڑائی اور جنگ میں بھی آپ نے جو طریق عمل اختیار کیا وہ سراسر رحمت اور شفقت تھا۔ آپ نے جس قدر جنگیں کی تھیں وہ سب دفاعی رنگ میں کی ہیں اور جب دشمن صلح کی طرف ذرا بھی مائل ہوتا تو آپ فوراً صلح کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ۔

یعنی اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو آپ بھی فوراً صلح کر لیں اور اگر آپ کو خدشہ ہو کہ دشمن دھوکہ کی نیت سے صلح کرتا ہو تو بھی صلح کر لو۔ اللہ ان کے لئے کافی ہے اور مومنین کی ہر حالت میں مدد کرے گا۔

پھر فرمایا:۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

یعنی ان کے ساتھ اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کامل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہو جائے۔ اور اگر وہ لڑائی سے رک جائیں تو آپ بھی فوراً رک جائیں۔

پھر فرمایا:۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ٥

یعنی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو اور اس کو محفوظ مقام تک پہنچا دو۔ سبحان اللہ! یہ ایک ایسی اعلیٰ تعلیم ہے کہ جس کی نظیر کسی دوسری تعلیم میں نہیں ملتی۔ سیل (SALE) نے اس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ

"YOU SHALL GIVE HIM A SAFE CONDUCT THAT HE MAY RE-TURN HOME AGAIN SECURELY IN CASE HE SHALL NOT THINK FIT TO EMB-RACE MOHAMMAD-ANISM.

یعنی جو دشمن پناہ مانگے اور اسلام قبول نہ کرنا چاہے تو اس کو اس کے گھر تک محفوظ پہنچا دیا جائے۔

سنگدلی بادشاہوں کی خاص صفت ہوا کرتی ہے۔ ہزاروں کو قتل کرتے ہیں اور ملکوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ مگر ہمارے پیارے آقا و مطاع بانیٔ اسلام رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جنگ بھی ہو تو بھی درخت نہ کاٹو، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مذہبی آدمیوں کو نہ مارو، جو ہتھیار ڈال دے اسے کچھ نہ کہو۔ عبادت گاہوں کو نہ گراؤ۔ اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔ دشمنوں کے مقتولوں کے ناک کان وغیرہ مت کاٹو، کسی آبادی کو ویران نہ کرو، جنگی قیدیوں کے ساتھ بد سلوکی نہ کرو۔

مضمون کی مناسبت سے میں یہاں پر بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاریخی خطبہ حجۃ الوداع کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو زیر بحث مضمون رواداری کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ نویں سال ہجری میں آپ نے مکہ کا حج فرمایا اور اس دن آپ پر قرآن شریف کی یہ مشہور آیت نازل ہوئی کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (سورہ مائدہ رکوع $\frac{1}{5}$)

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور جتنے روحانی انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہو سکتے ہیں وہ سب میں نے تمہاری امت کو بخش دئے ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہے۔

یہ آیت آپ نے مزدلفہ کے میدان میں جب کہ حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں سب لوگوں کے سامنے بآواز بلند پڑھ کر سنائی۔ مزدلفہ سے لوٹنے پر حج کے قواعد کے مطابق آپ منیٰ میں ٹھہرے اور گیارہویں ذوالحجہ کو آپ نے تمام مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس کا مضمون یہ تھا:۔

"اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہاری مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اسی کا سمجھا جائیگا اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچہ کا دعویٰ کریگا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اس پر ہے۔

اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بےعزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب اُن کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو اُن کے حقوق کا ضامن بنایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔ (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا)۔

اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اور کے پاس فروخت کر دو۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور اُن کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے یہ کونسا علاقہ ہے، کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

سمجھتے ہو جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے اس مہینہ اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں۔ کل کے لئے نہیں بلکہ اس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا۔ یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں۔ ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے ہیں۔"

کیا ایسا اعلیٰ درجہ کا سلوک کسی اور فاتح نے آج تک کسی دشمن سے کیا۔ یہ مذہبی رواداری کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔

اسی لئے تو سردار گوربخش سنگھ صاحب خالصہ ہائی سکول ننکانہ نے فرمایا :۔ ع

برابر ہو نہیں سکتا محمد کے کوئی
مرادہر موئے تن دیتا ہے پیغام شہادت
دنیا دی بت پرستی حضرت احمد نے دنیا سے
مٹائی ہے رہا مسلم کے گھر میں شور وحدت کا
تمیز نسل و رنگ و قوم سب نے مٹا دی ہے
تیرے افراد امت میں محبت ہے اخوت ہے
سمجھتے ہیں۔ مسلماں جان کو اب کھیل دنیا میں
دلوں میں یونکی حضرت نے روح پھونک دی

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۵)

مسٹر گوونذ جی ڈیسائی لکھتے ہیں :۔

"یہ امر واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر رسول عربی ایک ایسے شخص تھے جن میں سب سے بڑی انسانیت اور شرافت تھی۔ رسول عربی تمام انسانوں سے زیادہ انسانیت تھی۔"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۲)

مسٹر پی نریندرن دویکا نندجی فرماتے ہیں :۔

"دو میں نے جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ کیا ہے اور جہاں بین کی ہے۔ میری تحقیق میں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا حضرت محمد صاحب بڑے نیک منش تھا

پرستش اور رحمدل دھرماتما تھے۔"

مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں :۔

"میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب (اسلام) کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں بلکہ اس کے خلفائے اولین کی قوت برداشت، ان کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے۔"

(ینگ انڈیا اخبار ۲ فروری ۱۹۳۰ء)

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۲)

قارئین کرام! انسان کا اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک کرنا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اس کا تعلق غیروں سے بھی اچھا ہی ہوگا۔ ہو سکتا ہے بلکہ عموماً ہوتا ہے کہ انسان اپنے رشتہ داروں سے غیروں کی نسبت بہتر سلوک کرتا ہے۔ بلکہ اکثر غیروں سے برا سلوک ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے پیارے آقا ومطاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق غیروں سے ایسا تھا کہ دوسرے لوگ اپنوں سے بھی اس طرح کا تعلق نہیں رکھتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مسجد نبوی میں دربار نبوت لگا ہوا ہے کہ ایک انجان شخص مسجد کے فرش پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگ جاتا ہے صحابہ کرام اٹھتے ہیں اور سختی سے پیش آنے لگتے ہیں۔ لیکن مجسم رحم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیشاب کرنے میں مت چھیڑو جب وہ پیشاب کر چکتا ہے تو اسے پیار سے سمجھاتے ہیں کہ مسجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ یہ عبادت کرنے کی جگہ ہے۔ پھر حضور اپنے دست مبارک سے پانی لے کر مسجد کا فرش دھو دیتے ہیں۔

جناب بھگت سائیں داس صاحب ایڈوکیٹ کرہ مری اپنے ایک مضمون "روحانی شہنشاہ" میں لکھتے ہیں :۔

"دنیاوی بادشاہت اگر جسم پر حکومت کرتی ہے تو بلاشبہ روحانی بادشاہ جنہیں ہم رشی، منی، پیغمبر، اوتار کہتے ہیں انسانوں کے دلوں پر قبضہ رکھتے ہیں..... سری رام چندر جی مہاراج

بھگوان کرشن جی، گورو نانک دیو جی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب روحانی بادشاہ تھے۔ اور مجھے کہنے دو۔ ایک ان میں روحانی شہنشاہ بھی تھا جس کا پوتر نام محمد ہے جس کے معنی ہیں سراہے گئے ہیں اور جس کی لوتر لا اُفق کے متعلق مجھے کچھ کہنا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے دنیا میں آکر بہت کچھ کیا۔ مگر حضرت محمد صاحب نے دنیا پر اس قدر احسان کئے جن کی مثال نہیں ملتی..... نہ معلوم حضرت نے ان میں (عرب قوم) میں کیا پھونک دیا کہ وہ جنگلی دنیا کے بادشاہ بن کر بنی نوع انسان کو تہذیب کا سبق دینے لگے۔ بعض ناواقف کہہ دیتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ مگر ان لوگوں کو یہ بھی بتانا چاہیئے کہ وہ تلوار کے دھنی حضرت محمد صاحب نے کہاں سے پیدا کر لئے جنہوں نے بھارت ورش سے لے کر اسپین تک تہلکہ مچا دیا پس یہ صحیح نہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔

.... حضرت محمد صاحب نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیروؤں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے آکر اپنے سے پہلے تمام آنے والے مہا پرشوں کی تصدیق کر کے امن کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے کروڑہا مسلمانوں کو یہ سکھا دیا کہ ہر ملک اور ہر قوم میں ریفارمر ہوتے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہی طریق اب لوگ اختیار کریں تو آج دنیا کے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں......"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۹)

عموماً ایسا دیکھا جاتا ہے کہ غیر مذہب کے آدمی کی نعش پر فی النار والسقر لوگ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن بانیٔ اسلام کی حالت سنیئے کہ ایک دفعہ ایک یہودی کی نعش جا رہی ہے۔ آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور صدمہ کے آثار آپ کے روئے مبارک پر عیاں ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے ایک نے استعجاب سے کہا یہ یہودی کی نعش ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن

اس کی بھی جان تھی۔ اور جان نکلنے میں اسے تکلیف ہوئی ہے۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ یہ سلوک تھا ہمارے آقا کا غیروں کے ساتھ۔

چنانچہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریں تعلیمات کی بنا پر مسٹر رابن سن فرماتے ہیں :۔

"حضرت محمد اور آپ کے اصحاب میں اشاعت دین کے ساتھ جوش کے علاوہ یہ وصف بھی پایا جاتا تھا کہ دوسرے اہل مذاہب کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اہل اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے خواہ ملک شام کو فتح کیا ہو یا افریقہ میں علم تسخیر بلند کیا ہو یا بحیرہ احمر کو عبور کر کے بحیرۂ اسود میں پہنچے ہوں غرض وہ جہاں کہیں بھی گئے قرآن کی تعلیم ان کے مد نظر رہی اور انہوں نے کسی قوم کو بھی محض اس بنا پر تیغ نہ کیا کہ وہ اسلام قبول نہ کرتی تھی۔"

کاؤنٹ ٹالسٹائی نے لکھا :۔

"حضرت محمد ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو بت پرستی سے روکا اور افعال قبیحہ سے منع کیا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت، ہمدردی اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ غارت گیری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ آپ دنیا میں مصلح عظیم بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوت بشری سے بہت زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے۔"

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۲)

جناب لالہ جگن ناتھ صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی کبیر والا اپنے ایک مضمون "بانیٔ اسلام کی خوبیاں" میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"حضرت محمد صاحب کی ایک خوبی جس کی آج کل اس بدنصیب ملک کے لوگوں میں کمی ہے وہ آپس کے معاملات میں عفو اور رواداری ہے۔ آپ کے زمانہ میں آپ کے مخالف عرب کے بت پرست لوگ اور یہود و نصاریٰ تھے۔ عرب کے لوگوں یعنی ہم وطنوں کو انہوں نے کئی لڑائیوں میں جن کے انجام پر ان کے بدنصیب مخالف یقیناً جانتے تھے کہ وہ مروجہ قانون جنگ کے

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

مدلل و مسکت جوابات

قسط نمبر (۶)

راہِ ھدیٰ

تحریر ——— ایم کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ " قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں ——— (ادارہ)

فصلِ سوم

خصوصیاتِ نبوی اور مرزا صاحب

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ ظلی اور بروزی طور پر محمد رسول اللہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہونے کی بنا پر مرزا صاحب کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اس کے تحت انہوں نے انیس (۱۹) باتیں بیان کی ہیں جن کا اس فصل میں ہم جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

اصولی طور پر فصلِ اوّل میں تفصیل کے ساتھ اور فصلِ دوم میں اختصار کے ساتھ اس امر پر بحث کی جا چکی ہے کہ امتِ مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر اور آپ کا ظل و بروز بن کر آئے گا اس کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن اور اس کے وجود میں آپ کے انوار کا عکس ہوگا وہ آپ کی خصوصیات اور کمالات میں شریک اور آپ کا روحانی بیٹا ہونے کے سبب آپ کے خصائص و کمالات کا وارث ہوگا۔ ان حوالہ جات کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ معزز قارئین ان حوالہ جات کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ کچھ طبع باقی ہو تو دوبارہ فصلِ اوّل اور فصلِ دوم میں ان حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں۔

اس اصولی گزارش کے بعد اب ہم لدھیانوی صاحب کے اس فصل میں موجود اعتراضات کا نمبروار جائزہ لیتے ہیں۔

"عقیدہ نمبر ۱"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ " قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت

" محمد رسول اللہ والذین معہ"

کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی تعریف و توصیف میں نازل ہوئی۔"

(صفحہ ۱۶)

جواب:۔ لدھیانوی صاحب نے یہ اعتراض کرتے ہوئے پبلک کو دھوکہ دینے کی خاطر بڑا واضح جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں میرا اور میری جماعت کا ذکر ہے۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ یہ آیت مجھ پر بھی خدا نے الہام کی ہے۔ قرآن کریم کی آیت کا کسی اور پر الہام ہونا قابلِ اعتراض امر نہیں ہے۔ چنانچہ اولیائے کرام جنہیں یہ سعادت نصیب ہوئی وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن خشک مولوی جو اہل اللہ کی باتوں کے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ سرتاجِ صوفیاء شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

" تنزل القرآن علی قلوب الاولیاء ما انقطع مع کونہ محفوظا لہم ولکن لہم ذوق الانزال وھذا لبعضھم"

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ باب نمبر ۱۵۹ فی مقام الرسالۃ البشریۃ مطبوعہ بیروت)

یعنی قرآن کریم کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں باوجودیکہ وہ ان کے پاس اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے لیکن اولیاء کو نزولِ قرآنی کا ذائقہ چکھانے کی خاطر قرآن ان پر نازل ہوتا ہے اور یہ شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یوں لکھتے ہیں:۔

" فیرسل ولیاءہ النبوۃ مطلقۃ ویلہمہم بشرع محمد"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۸۹ بحث ۴۷ الطبعۃ الثالثۃ بالمطبعۃ الازھریۃ المصریۃ مصنفہ ۱۳۲۱ھ)

یعنی مسیح موعود ایسے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا۔ جو نبوتِ مطلقہ کا حامل ہوگا اور اس پر شریعتِ محمدیہ الہاماً نازل ہوگی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے فرزند شاہ محمد یحییٰ کی پیدائش پر الہام ہوا۔

" انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ"

(مقاماتِ امامِ ربانی صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ لاہور)

حضرت خواجہ میر درد مرحوم نے اپنی کتاب " علم الکتاب" میں اپنے الہامات درج فرمائے ہیں۔ ان میں دو درجن سے زائد الہامات آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک الہام یہ بھی ہے

" وانذر عشیرتک الاقربین"

(علم الکتاب صفحہ ۶۴)

مولوی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اور کوئی اس میں شریک نہیں۔ خاص آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔

وانذر عشیرتک الاقربین کہ خاندان کے اقرباء کو (خدا کی پکڑ سے) ڈراؤ۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک خواجہ میر درد بعینہٖ بجنسہٖ محمد رسول اللہ بن گئے تھے؟

حضرت مولوی عبد اللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور صاحبِ کشف والہام ہوئے ہیں۔ آپ کو درج ذیل آیاتِ قرآنیہ الہام ہوئیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے۔

۱— سنیسرک للیسریٰ یہ آیت آپ کو بارہا الہام ہوئی۔

(سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی مؤلفہ عبد الجبار غزنوی و غلام رسول مطبوعہ مطبع القرآن والسنۃ امرتسر)

۲— " ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر"

(ایضاً صفحہ ۱۵)

۳— " واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ"

(ایضاً صفحہ ۳۵)

۴— " فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ"

(ایضاً صفحہ ۳۶)

۵— لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا"

(ایضاً صفحہ ۳۶)

۶— " ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ"

(ایضاً صفحہ ۳۷)

۷— " الم نشرح لک صدرک"

(ایضاً صفحہ ۳۷)

اسی وجہ سے اس وقت کے مولویوں نے شدید طوفان برپا کیا تھا۔ مثلاً مولوی غلام علی قصوری نے سخت مخالفت کی۔ لیکن حضرت مولوی عبد اللہ غزنوی کے صاحبزادے نے بڑے متوازن اور سلجھے ہوئے انداز سے حسبِ ذیل الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی کہ:۔

" اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اس کے مضمون کو اپنے حال کے مطابق کرے گا۔ اور نصیحت پکڑے گا...... اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق میں نازل فرمائی ہے۔ اسے اپنے پر وارد کرے اور اس کے امر و نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحبِ بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا۔ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً " الم نشرح لک صدرک" کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ فسیکفیکھم اللہ

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔ فصل لربک وانحر۔ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ ووجدک ضالا فھدی،

تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے علیٰ حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی وغیرہ میں اس کو آنحضرتؐ کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔"

(اثبات الالہام والبیعۃ صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

مذکورہ بالا یہ تمام حوالہ جات صاف بتا رہے ہیں کہ نہ تو قرآن کریم کی آیات کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے کسی پر نازل ہونا تعجب یا اعتراض کا موجب ہے نہ ہی ایسی آیات کا نازل ہونا محل اعتراض ہے جو خاص حضرت محمد رسول اللہؐ کے حق میں نازل ہوتی ہیں یا آپ کو مخاطب کر کے نازل فرمائی گئی ہیں۔

اصل سوال ہمیشہ یہی رہے گا کہ جس شخص کے دل پر ایسی آیات قرآنیہ الہام ہوئی ہوں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے خود اپنی نظر میں اپنا کیا مقام سمجھتا ہے اور کیا مرتبہ تصور کرتا ہے۔

اگر وہ یہ اعلان کرے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی بن کر پیدا ہوا ہوں (نعوذ باللہ) اور پرانے محمد رسول اللہؐ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور اب نیا محمد دنیا میں پیدا ہو چکا ہے۔ تو اس کا یہ اعلان کفر صریح پر مشتمل ہوگا۔ لیکن ایسے الہامات کے باوجود اگر ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بے انتہاء انکسار اور خاکساری سے کام لیتا رہے۔ اور کامل یقین رکھتا ہو اور اسی کا برملا اظہار کرتا ہو کہ جو فیض بھی اس کو عطا ہوا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عطا ہوا ہے۔ اور آپ کی محبت کے نتیجہ میں خدا اس پر مہربان ہے۔ اور قیامت تک کوئی شخص پاک محمد مصطفیٰ کے وسیلے کے بغیر کوئی فیض کسی سے پا نہیں سکتا اور امت محمدیہ میں جو بکثرت فیض رساں وجود نظر آتے ہیں۔ وہ اپنا نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض بانٹنے والے ہیں۔ جو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہیں۔ تو ایسے شخص پر اگر لدھیانوی صاحب کی اوقات کا انسان بڑھ چڑھ کر گند بولے اور لعنتیں ڈالے تو سوائے اس کے کہ وہ خود اپنی عاقبت برباد کر رہا ہوگا۔ ہم اور کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کے ہاتھوں سے عاقبت کی بربادی ان کے اپنے تک ہی محدود رہے اور دوسرے بندگان خدا اس سے محفوظ رہیں۔ دیکھیئے حضرت مرزا صاحب کے جس الہام پر اعتراض کرتے ہوئے لدھیانوی صاحب اپنی دانست میں یہ ثابت کر رہے ہیں کہ گویا مرزا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور جس کے بعد سرچشمۂ فیضان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے انہوں نے اپنی ذات سے جاری کرنے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر اپنی حیثیت کیا بیان کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

؎ ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

یعنی معارف و حقائق کا جو چشمہ میں خدا کی مخلوق میں تقسیم کر رہا ہوں یہ میرا مال نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے سمندر کے بے شمار قطروں میں سے ایک قطرہ ہے۔

نیز فرمایا ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۶)

فرمایا:

"خداوند کریم نے اس رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ھماں خاکم کہ ہستم"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۳-۶۲۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

فرمایا:

"سو میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۶۴-۶۵)

جہاں تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت عطا ہونے کا تعلق ہے وہ معیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ ختم نہیں ہوگئی۔ قرآن کریم تو صاف صاف بتا رہا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل ہوگی۔ فرمایا۔

"وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ"

(سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۴)

ترجمہ:۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔

یعنی کچھ اور لوگ بھی صحابہ میں شامل ہو جائیں گے لیکن ابھی تک وہ صحابہ سے نہیں ملے۔ پس قرآن کریم جس معیت اور فیض کا ذکر فرماتا ہے۔ اگر یوسف لدھیانوی صاحب اس فیض سے محروم ہیں تو اس میں ان خوش نصیبوں کا تو کوئی قصور نہیں جو اس موعودہ معیت سے فیض یافتہ ہیں۔ لدھیانوی صاحب کا یہ کہنا کہ مذکورہ بالا آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی بجائے مرزا صاحب اور ان کے ساتھیوں کی توصیف کا بیان جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے۔ واضح اور سراسر جھوٹ ہے۔

حضرت مرزا صاحب، آپ کے خلفاء یا کسی بھی احمدی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ آیت قرآنیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مراد نہیں ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ ہے۔"

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ صفحہ ۱۱)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہ دیں کا رہنما ہے
پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے
ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے

(کلام المصلح الموعود رضؓ)

خلیفۂ وقت کا منشاء اور ہماری ذمہ داریاں!

"قادیان کی ہمارے دل میں ایک محبت ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے جہاں سے پیغام پھیلا۔ وہ محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہندوستان کو پھر صفِ اوّل میں دیکھیں۔"

(خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن)

یہ وہ ارشاد ہے جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل کی گہرائیوں سے افراد جماعت احمدیہ ہندوستان کی مالی قربانیوں میں آگے قدم بڑھانے کے نتیجہ میں نکلا ہے۔ اور اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امر سامنے آتا ہے کہ ہندوستان بھر کی جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت کے ساتھ ایسے احباب رہتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعتیں عطا کی ہیں۔ لیکن صحیح معنوں میں تحریک نہ ہونے کی وجہ سے ان کی مالی قربانیوں کا معیار وہ نہیں ہے جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منشاء ہے۔ اس لئے تمام ہندوستان میں مقیم برسرِ روزگار احمدی مرد وخواتین سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مالی قربانیوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ تا حضور انور کو ہندوستان کی جماعتوں سے جو توقعات ہیں، اس میں وہ بخوبی پورا اتر کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دعائیں حاصل کرنے والے بن سکیں۔

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہر برسرِ روزگار فرد کے لئے اگر وہ صاحب نصاب نہیں ہے تو درج ذیل چندہ لازم ہے:۔

(۱)۔ حصہ آمد:۔ اگر موصی ہے یعنی وصیت کی ہے۔ تو اس صورت میں کم سے کم $\frac{1}{10}$ اور زیادہ سے زیادہ $\frac{1}{3}$ حصہ کی وصیت کر سکتا ہے۔ یعنی اپنی کل آمدنی پر $\frac{1}{10}$ یا جو اس نے وصیت کی ہے اس کے مطابق چندہ ادا کرے۔

(۲)۔ چندہ عام:۔ جن دوستوں نے وصیت نہیں کی ہے۔ اس کو $\frac{1}{16}$ واں حصہ اپنی ماہوار آمدنی پر چندہ عام ادا کرنا ضروری ہے۔

(۳)۔ جلسہ سالانہ:۔ چندہ جلسہ سالانہ موصی اور غیر موصی دونوں پر آمدنی کا $\frac{1}{120}$ واں حصہ ہر ماہ یا $\frac{1}{10}$ اپنی آمدنی کا سال میں ایک دفعہ ادا کرنا ضروری ہے۔

مندرجہ بالا شرح کے مطابق ہر برسرِ روزگار فرد جو احمدی ہے اس کو مالی قربانی میں حصہ لینا ضروری ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ ارشاد احباب جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا جو آپ نے ۱۰ جولائی ۱۹۹۲ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جہاں اور ممالک کی مالی قربانی کا ذکر کیا وہاں ہندوستان کی مالی قربانی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"پھر ہندوستان کی باری ہے۔ یہ بھی کافی پیچھے رہ گیا تھا۔ اب اوپر آنا شروع ہوا ہے اور اب جماعتوں میں کافی بیداری پائی جاتی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح ہم نے مہم شروع کی ہوئی ہے انشاء اللہ ہندوستان کی جماعتیں اب بڑی تیزی کے ساتھ نشوونما پائیں گی۔ اور جیسا کہ میں ان کو بار بار یاد دہانی کرا رہا ہوں وہ اللہ کے فضل سے اپنا پرانا کھویا ہوا مقام حاصل کریں گی وہ عظمت کا مرتبہ جب ہندوستان ساری دنیا کو اپنے چندوں سے خدمتِ دین کے لئے رقم مہیا کیا کرتا تھا۔ تو اب بھی میں امید رکھتا ہوں کہ جماعتیں اگر بیدار ہو جائیں اور عزم کے ساتھ کام شروع کریں تو وہ دن دوبارہ لوٹ سکتے ہیں۔ قادیان کی ہمارے دل میں ایک محبت ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے، جہاں سے پیغام پھیلا۔ وہ محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہندوستان کو پھر صفِ اوّل میں رکھیں اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا نور پھر ساری دنیا میں پہنچے۔"

تمام جماعتوں سے اور جملہ افرادِ جماعت سے یہ امید کی جاتی ہے کہ موجودہ مالی سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ مالی قربانی کا معیار بلند کرتے ہوئے حضور انور کی منشاءِ مبارک کو پورا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

درخواستِ دعا

— مکرم بشیر الدین محمود احمد صاحب کرنولی مقیم حیدر آباد کو احبابِ کرام کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر ترقی عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے اعانتِ بدر میں یکصد روپیہ اور شکرانہ فنڈ تعمیر مساجد میں پچاس پچاس روپیہ ادا کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مستقل طور پر اس عہدہ پر ترقی عطا فرمائے اور تمام رکاوٹوں کو دور کر کے حاسدین و معاندین کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(مینیجر بدر)

اعلان برائے معلمین وقفِ جدید بیرون

خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والے میٹرک پاس یا اس سے زیادہ ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو بنگال و آسام یو۔پی و راجستھان و آندھرا و کرناٹک وغیرہ کے علاقہ میں تعلیم و تربیت کا کام بعد ٹریننگ بطور معلم سرانجام دے سکیں۔ امیدوار کے لئے اردو و قرآن کریم ناظرہ آنا ضروری ہے۔ اور بنیادی دینی معلومات سے بخوبی واقفیت ہونی چاہیئے۔ زائد علم رکھنے والے لائق نوجوانوں کو ترجیح دی جائے گی۔ تعلیم اور صحت سرٹیفکیٹ کے ساتھ اپنی درخواستیں محترم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کی تصدیق سے دفتر تحریک جدید قادیان کو بھجوائیں۔ دورانِ ٹریننگ -/450 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ اور ٹریننگ میں کامیاب ہونے کے بعد بطور معلم -/970 روپے ماہوار ادا کیا جائے گا۔ ابتدائی انٹرویو میں ناکام امیدوار کو واپس بھیج دیا جائے گا۔ سارے امیدوار اپنے بستر موسم کی مناسبت سے ہمراہ لائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

منظوری سیکرٹریان وقفِ جدید جماعتہائے احمدیہ بھارت

قسط نمبر (۱)

جولائی ۹۲ء تا جون ۱۹۹۵ء کے لئے درج ذیل سیکرٹریان وقفِ جدید کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء گرامی کے مطابق اپنے فرائض کو کماحقہ، خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔

ناظم وقفِ جدید قادیان

(۱)۔ مکرم سید انیس احمد صاحب جمشید پور (بہار)
(۲)۔ ″ پی۔ کے عبد الرحیم صاحب مرکرہ (کرناٹک)
(۳)۔ ″ ایم عبد المجید صاحب کوڈیا تھور (کیرلہ)
(۴)۔ ″ نذیر احمد خان صاحب موتی بنی مائنز (بہار)
(۵)۔ مکرم اعجاز الحق صاحب کینانور (کیرلہ)
(۶)۔ ″ غلام احمد صاحب ڈار ناصر آباد (کشمیر)
(۷)۔ ″ محمد شفیق صاحب واعظ رشی نگر (کشمیر)

نوٹ:۔ جن جماعتوں میں تا حال سیکرٹریان وقفِ جدید کا انتخاب نہیں ہوا ہے ان جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ اولین فرصت میں حسب قواعد سیکرٹری وقفِ جدید کا انتخاب کروا کر برائے منظوری دفتر وقفِ جدید کو بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ (ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ کا خصوصی اجلاس!

مورخہ ۱۶ اگست بروز اتوار بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ کلکتہ میں محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیرِ صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم انعام الحق صاحب قریشی آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ مہمانِ خصوصی تھے۔ جلسہ کا آغاز مکرم منیر احمد صاحب بانی کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں صدر صاحب نے عہد دہرایا۔ بعدہٗ عزیز ابرار احمد صاحب ظفر نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" پیش کیا۔ اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار منظور عالم قائد مجلس نے جلسہ کی غرض و غایت پر کی۔ بعدہٗ مکرم زعیم صاحب مجلس انصار اللہ کلکتہ نے سرپرستوں سے بہتر رنگ میں خدام کی راہنمائی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ تیسری تقریر نمائندہ خدام مکرم نور الدین آزاد صاحب نے کی اور خدام کو باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ مل کر کام کرنے اور قدم آگے بڑھانے کی توجہ دلائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام نے زیرِ عنوان "اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں سب عقلوں کے وار" پر تفصیل سے نہایت پُر اثر انداز سے روشنی ڈالی۔ بالآخر اپنے صدارتی خطاب میں صدر جلسہ نے دلوں کو گرما دینے والے انداز میں بتایا کہ اصل چیز عمل ہے اسی سے انسان منزل تک پہنچ سکتا ہے۔

آخر میں اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکساران:۔ فیروز الدین انور زعیم انصار اللہ کلکتہ۔
منظور عالم قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ۔

درخواستِ دعا

خاکسار رضیہ بیگم اہلیہ محمد شعبون احمد صاحب مقیم چنچل گوڑہ حیدر آباد نے ٹیلرنگ کی کلاس کا آغاز کیا ہے۔ تمام بزرگانِ دین سے اس کلاس کی ترقی اور کامیابی کے ساتھ چلنے کی عاجزانہ درخواستِ دعا ہے۔

طالبِ دعا:۔ رضیہ بیگم بنت مکرم محمد شمس الدین صاحب۔ حیدر آباد

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا سالانہ بجٹ ۹۲-۱۹۹۱ء
اضافہ کے ساتھ پورا ہو گیا! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے نتیجہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا سالانہ بجٹ ۹۲-۱۹۹۱ء پورا ہوگیا ہے۔ بجٹ پورا ہونے کی رپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ـــــ "الحمد للہ۔ اللّٰھم زد وبارک۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔" نیز فرمایا ـــــ "چندہ بڑھانے کی بہت گنجائش ہے۔ اسی طرح محنت سے کام کریں گے تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود کفیل کر دے۔ تقویٰ کے ساتھ نصیحت کرتے رہیں۔"

اس بجٹ کو پورا کرنے میں ہندوستان بھر کی تمام جماعتوں کا تعاون رہا ہے۔ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر ۹۳-۱۹۹۲ء کا بجٹ اضافہ کے ساتھ بغرضِ منظوری حضور انور کی خدمت میں بھجوایا گیا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ مومنوں کے قدم ہمیشہ مالی قربانی میں آگے بڑھتے رہے ہیں۔ حضور کو ہندوستان کو مالی قربانی میں آگے بڑھانے کے لئے ہمیشہ فکر رہی ہے۔ گزشتہ سال کے شروع سے ہی پیارے آقا کی طرف سے راہنمائی ملتی رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ۹۲-۱۹۹۱ء کا بجٹ پورا ہوا۔ اور حضور نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

سالِ رواں میں احبابِ جماعت سے توقع کی جاتی ہے کہ سالِ گزشتہ سے بھی بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں حصہ لیں گے۔ اور جلد سے جلد بجٹ کو پورا کرکے حضور کی دعاؤں کے مستحق بنیں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:ـــ

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔" (تبلیغ رسالت جلد دہم)

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

خصوصی درخواستِ دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مع اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت مورخہ ۳۰ اگست کو بخیر و عافیت حیدر آباد سے قادیان دارالامان پہنچ گئے ہیں۔ آنکھ کے آپریشن کے بعد محترمہ موصوفہ کی طبیعت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ مورخہ ۳۰ ستمبر کو دوبارہ معائنہ ہوگا۔ قادیان تشریف آوری کے بعد سے ہی زکام اور بخار کی کیفیت چل رہی ہے۔ احبابِ کرام محترمہ سیدہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ترسیلِ زر، اجراءِ اخبار اور دیگر انتظامی امور کے بارے میں مینیجر بدر سے خط و کتابت کریں۔ البتہ مضامین کے تعلق میں ایڈیٹر بدر سے رابطہ فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز!
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹرز:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
FHONE :- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS, EXPORTERS, IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP,
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF. 6378622 RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

انشورنس
اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ
(امانت داری عزت ہے)
ـــ(منجانب)ـــ
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

NTR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
ـــ(کشتی نوح)ـــ
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

YOBA

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
ـــ(پیشکش)ـــ
باٹی پولیمرز۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبر:-
43-4028-5137-5206